



بلوچستان صوبائی اسمبلی کی کارروائی

اجلاس منعقدہ 10 جولائی 1997ء مطابق 4 ربیع الاول 1418 ھجری (بروز جمعرات)

نمبر شمار	فہرست	صفہ نمبر
۱	آئاز حکومت ترکی پاک و ترجمہ	۱
۲	و فقہ سوالات	۲
۳	Rachast کی درخواستیں	۳
۴	زیر و گور	۴
۵	قرارداد نمبر 26 میں اب مولوی نصیب اللہ، اسم اللہ خان کا کمز نے پیش کی (منظور کی جوی)	۵
۶	قرارداد نمبر 30 میں اب سردار غلام مصطفی خان ترین (قرارداد منظور ہوئی)	۶
۷	مشترکہ قرارداد نمبر 31 میں اب عبدالرحیم مندو خیل، سردار مصطفی خان ترین (قرارداد منظور ہوئی)	۷
۸	قرارداد نمبر 33 میں اب اسم اللہ خان کا کمز	۸

بلوچستان صوبائی اسمبلی

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا پانچواں اجلاس مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۹۴ء بمقابلہ

۲ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ تحریر (بروز، محترات) یوقت گیراہ، بھکر پنجیں منٹ (قبل از دوپہر) زیر صدارت مولوی نصیب اللہ، ڈپنی اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئندی میں منعقد ہوا۔
ملاوتِ قرآن پاک و ترجمہ

از

مولانا عبدالحسین اخوندزادہ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ السَّيْطِنِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط
رَبِّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلُ النَّارَ فَقَدْ أَخْرَيْتَهُ طَوْمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ انصَارِهِ رَبِّنَا
إِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيَا يُنَادِيَنَّ لِلأَيْمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرِبِّكُمْ فَأَمَّا رَبِّنَا فَأَعْفِرْنَا
ذُرْبَيْنَا وَكَفَرْ عَنَّا سَيِّأَتْنَا وَتَرَقْتَنَا مَعَ الْأَبْرَارِ رَبِّنَا وَأَنَّا مَا وَعَدْنَا عَلَى
رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَمَةِ طَإِنَّكَ لَا تَخْلِفُ الْمَيْعَادَ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ
رَبِّهِمْ إِنَّمَا لَا أُضِيقُهُمْ عَمَلَ كَامِلٍ مِنْكُمْ مِنْ ذَكْرٍ أَوْ أَنْشِيَ بِعَصْكُمْ مِنْ بَعْضٍ ج
فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأَخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُوذِوا فِي سَيِّئَتِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا ۔

ترجمہ: خدا یا: جس (بدخت) اکے لئے ایسا ہو کہ تو اسے دوزخ میں ڈالے، بلاہبہ تو نے اسے بڑی ہی خواری میں ڈالا جس دن ایسا ہو گا تو اس دن، ظلم کرنے والوں کیلئے کوئی مددگار نہ

خدا یا، ہم نے ایک منادی کرنے والے کی منادی سنی، جو ایمان کی طرف بلا بھا تھا۔ وہ کہہ بنا تھا کہ لوگوں اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ، تو ہم نے اس کی پکار سن لی اور ایمان لے آئے۔ بس خدا یا، ہمارے گناہ بھی دے، ہماری برائیاں مٹا دے، اور اپنے فضل و کرم سے ایسا کر کہ ہماری موت نیک کرداروں کے ساتھ ہو۔

خدا یا، ہمیں وہ سب کچھ عطا فرماجس کا تو نے اپنے رسولوں کی زبانی وعدہ فرمایا اور اپنے لطف و کرم سے ایسا کر کہ قیامت کے دن ہمیں ذلت و خواری نصیب نہ ہو۔ بلاشبہ تو ہی ہے کہ تیرا وعدہ کسی خلاف نہیں ہو سکتا۔ جب ارباب دانش کے لکھر و عمل کی صدائیں یہ تھیں تو ان کے پروردگار نے بھی ان کی دعائیں قبول کر لیں (خدا نے فرمایا) بلاشبہ میں کسی کسی عمل کرنے والے کا عمل ٹلائے نہیں کرتا۔ مرد ہو خواہ عورت تم سب ایک دوسرے کی اولاد ہو اور عمل کے سلسلے کا قانون سب کے لئے یکساں ہے ایس (دیکھو) جن لوگوں نے (راہ حق میں) اجھرت کی اور گھروں سے نکالے گئے، میری راہ میں ٹلتے گئے، اور پھر راہ حق میں الزے اور قتل ہوئے۔

صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ

جناب ڈپٹی اسپیکر جواہر اللہ۔ اب وقفہ سوالات ہے۔ میر عبدالکریم خان نوшیروانی صاحب اپنا سوال نمبر پکاریں گے۔

۳۴۱، میر عبدالکریم نوшیروانی (بتوسط میر محمد اسماعیل بلیدی) کیا وزیر خوراک ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

سال ۱۹۹۵ء سے ۱۹۹۶ء کے دوران خرید ترپال کے لئے طلب کردہ ٹینڈروں کی بعد تاریخ اور تعداد ترپال کی تفصیل دی جائے۔

وزیر خوراک

سال ۱۹۹۵ء ۱۹۹۶ء کے دوران نظمت خوراک نے مورخ ۱۲ فوری ۱۹۹۷ء کو ترپالوں کی خریداری کے لئے ٹینڈر طلب کئے۔ جو کہ خریداری گندم نصیر آباد ڈوبیوں کے لئے مطلوب تھے۔ اس سلسلے میں پانچ فرموں نے ٹینڈر میں حصہ لیا۔ جن کے نام اور ٹینڈر میں دیئے گئے نرخ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار نام فرم نرخ

۱۔ میرز عزیز نیکشاں انڈسٹریز، تفصیل ٹاؤن بہار شاہ روڈ ۱۰۰۰۰ ر روپے فی ترپال لاہور کیٹ۔

۲۔ فنیکسن انڈسٹریز، جاگیر مارکیٹ ۱۲۲ ملٹان روڈ لاہور ۱۰۰۰۰ ر روپے فی ترپال

۳۔ یونیورسل ٹریڈرز کارپوریشن، غازی روڈ لاہور کیٹ۔ ۱۰۰۰۰ ر روپے فی ترپال

۴۔ محمد ہاشم خان انڈسٹریز، کلڑی مارکیٹ مشن روڈ کوئٹہ ۱۰۰۳۸۵ ر روپے فی ترپال کیو۔ اے ٹریڈرز تو غیر روڈ کوئٹہ ۱۰۰۳۳۰ ر روپے فی ترپال

سب سے کم نرخ دہنده کے ساتھ گفت و شتمیں کے بعد نرخ کو مزید کم کر کر ۱۰۰۳۰۰ ر روپے فی ترپال طے کیا گیا۔ اس طرح اسی شرح پر بدینفع حضورت کے تحت کل ۳۵۰ عدد ترپالیں خریدی گئیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر اگلا سوال میر قائق علی جمالی صاحب کا ہے۔

کیا وزیر خوراک از راه کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

روان مالی سال ۱۹۹۷ء کے دوران صوبہ سے گندم خریداری کا کتنا بدق مقرر کیا گیا ہے۔ نیز نصیر آباد ڈویژن سے ابھی تک گندم کی خریداری شروع نہ کرانے کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر خوراک

روان مالی سال ۱۹۹۶-۹۷ء کے لئے صوبہ بلوچستان سے گندم کی خریداری کا بدق پکاس ہزار ٹن مقرر کیا ہے۔ حکومت بلوچستان نے اس سال گندم کی خریداری کا کام پاسکو کو تفویض کیا ہے۔

نصیر آباد ڈویژن سے خریداری کا سلسلہ ۵ مئی ۱۹۹۷ء سے شروع ہے۔ اب تک پاسکو نے صرف ۱۵۰ میٹر ٹن گندم خریدی ہے سب سے بڑی وجہ جو کہ گندم کی خریداری میں حائل ہے۔ وہ کھلی منڈی میں گندم کی قیمت متابلاً سرکاری نرخ جو کہ ۲۳۰ روپے فی چالیس کلو گرام ہے سے زیادہ ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر اگر کوئی ضمنی سوال ہو۔

میر جان محمد خان جمالی جناب اسپیکر میرا ایک ضمنی سوال ہے۔ میر محمد علی رندہ ہوتے تو بہت اچھا تھا۔ میرا خیال ہے کہ وہ کسی مینگ کے سلسلے میں اسلام آباد ان کو طلب کیا گیا ہے اور آج اخباروں کے ذریعے پتہ چلا کہ بیس کلو آنار پر بیس روپے قیمت بڑھنے لگی ہے۔ حالات تو اس طرف جا رہے ہیں۔ جناب اسپیکر ۱۹۹۷ء کا جو ہارگز دیا گیا تھا خورد بردار گندم کا وہ کیسے یہ لوگ پورا کر سکیں گے جناب جب بازار میں اس وقت گندم کی قیمت ہمیں سو پکاں روپے ہے۔ تو دو سو چالیس میں تو کوئی نہیں دینے لگا ہے جسے کو اس سلسلے میں ہمیں وزیر موصوف کچھ بنا سکیں گے۔ کوئی اعتقاد میں لیں گے کہ آنے والے ۱۰ جو ہیں بڑے گران گزریں گے۔ ہم بلوچستان والوں پر۔

میر اسرار اللہ خان زہری (وزیر بلدیات) یہ تمیک ہے کہ باہر کی جو پارٹیاں ہیں وہ زیادہ منگا خرید رہی ہیں۔ تو اس وجہ سے مشکل ہے مارگٹ پورا نہیں ہو سکے گا کوشش کر رہے ہیں کہ پورا ہو جائے۔

بسم اللہ خان کاٹر جاب اپنیکر یہاں پر ایک محمد خوراک نے ایک گلہ دیا ہے کہ انہوں نے فسیر آباد میں بیس میٹر کٹ نہ گدم خریدا ہے کیا یہ ٹکر درست ہے۔

میر اسرار اللہ خان زہری (وزیر بلدیات) جی ہاں۔ لکھا ہوا ہے شاید درست ہو گا۔

نواب ذوالفقار علی گمی جناب اپنیکر ضمنی سوال یہ ہے کہ جو جواب آیا ہے فوڈ نسٹری کی طرف سے کہ بدف تھا، ۱۹۹۶ء کا وہ پچاس ہزار ٹن تھا۔ سرکار نے خرید کر شور کرنا تھا لیکن اس کے بر عکس انہوں نے پندرہ سو بیس نن انہوں نے خریدا ہے۔ یہ شارت فال ہے جب تک پورا سال چلے گا کیونکہ پوری ہو گی۔ جب تک نئی فصل گدم کی آئے یہ تکمیل سے پورا کریں گے۔

میر اسرار اللہ خان زہری (وزیر بلدیات) یہ اسلام آباد سے پورا کریں گے۔ مسٹر سعید احمد ہاشمی جناب میں سمجھا ہوں کہ گمی صاحب نے جو سوال کیا تھا اس کا جواب اگر وزیر موصوف تفصیل سے دیں کہ اگر واقعی یہ کمی کل پھر ہمیں اس مجبوری میں گندم پختاں اور سندھ سے لینی پڑی۔ اور پختاں اور سندھ نے پہلے کی طرح اتنی گدم نہ دے سکے تو پھر کیا ہو گا اس پر کیا حکومت غور کر رہی ہے۔ سوچ رہی ہے۔

میر اسرار اللہ خان زہری (وزیر بلدیات) جناب مرکز سے بات کریں گے شاید وہ تعاون کر لے اس پر۔ آپ بھی تھوڑی سی سفارش کر لیں۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ تک پہ فیصلہ ایوان کے سامنے آئے گا۔

میر اسرار اللہ خان زہری (وزیر بلدیات) یہ آٹھ تکمیلی ہے جب فیصلہ ہو جائے گا انشاء اللہ آپ کو بتا دیں گے کیا ہوا ہے۔

مسٹر سعید احمد ہاشمی جب ان کے جواب سے یہ لگتا ہے کہ ملکہ خوراک کے پاس اپنے گوداموں کی کوئی رپورٹ نہیں ہے کہ اس میں کتنی گندم ہوئی چاہئے۔ کوئی رپورٹ ہی ملکہ کے پاس نہ آتی ہو کہ کتنی گندم ہوئی چاہئے۔ اور کتنی سیخ جانی چاہئے یہ آڑٹ مجھے عجیب لگتا ہے۔ ملکہ کے پاس اپنی رپورٹ ہوگی۔

میر اسرار اللہ خان زہری (وزیر بلدیات) جاب یہ عجیب و غریب نہیں ہے وہ بیٹھے ہوئے ہیں وہ کیم کر رہا ہے کہ گورنمنٹ کے اوپر میرا پسہ ہے گورنمنٹ کہ رہی ہے کہ ہمارا پسہ شریز خان پر ہے یہ آڑٹ کر کے بنا دیں گے کہ کیا ہوا ہے کیا نہیں۔
جناب ڈپٹی اسپیکر اگلا سوال میر عبدالکریم نوشیروانی صاحب کا ہے ۱۹۷۲ء، میر عبدالکریم نوشیروانی (بتوسط میر محمد اسلم بلدی) کیا وزیر خوراک ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

شریز خان، ٹھیکیدار گندم سپلائی، صوبہ بلوچستان کے ذمہ کل کس قدر رقم واجب الادا رقم ہے۔ تفصیل دی جائے۔

وزیر خوراک

حکومت بلوچستان کی پدایت کے مطابق ملکہ خوراک نے مورخ ۶ جون ۱۹۹۹ء کو ایک حکم کے ذریعے ایک نکٹی مقرر کی ہے جو تمام پی۔ آر۔ سینٹروں پر سیشل آڑٹ کرے گی اور یہ معلوم کرے گی کہ ہنجاب اور سندھ سے آمدہ گندم میں کتنی کمی واقع ہوئی ہے۔ جو ٹھیکیداروں کے ذمے واجب الادا ہے۔ اس نکٹی میں فافس ٹیکارمنٹ حکومت بلوچستان کے آڈیشنری بھی شامل کئے گئے ہیں۔ نکٹی کو یہ پدایت کی گئی ہے کہ وہ جلد از جلد اپنی رپورٹ ملکہ خوراک کو پیش کریں۔ رپورٹ وصول ہونے کے بعد شریز خان ٹھیکیدار کے ذمے اگر کوئی رقم واجب الادا ہوئی تو وہ اس کی جمع شدہ زرضانت یا اس کے بلوں سے وضع کی جائے گی اور اس کی تفصیل سے جتاب محترم رہنگ صوبائی اسسلی کو مطلع کر دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر کوئی حصہ سوال؟

میر جان محمد جمالی جناب شریز خان اور سرور خان کا مقابلہ ہے جناب سرور خان ہے نہیں۔ نہیں تو شریز خان آج پھر زیر محکم ہوتا۔ اور جائز بات بھی ہے۔ لیکن کیونکہ ضمنی ہم نہیں کر سکتے۔ ہمارے جو فوڈ کے ایکسپرٹ ہیں وہ اس وقت موجود نہیں ہیں۔ اور کرم نوشیدنی صاحب پیشیاں بھگت رہے ہیں۔

بسم اللہ خان کاکڑ ضمنی سوال ہے جناب جملی صاحب کہ ربے میں یہاں پر جواب کے آخر میں ہے۔ لکھا گیا ہے کہ شریز خان نجیکہ دار کے ذمے اگر کوئی رقم واجب الادا ہوئی تو یہ اگر کوئی انسی بات نہیں یہاں پر جو آج تک بات ہوتی رہی وہ درست بھی تھی اگر کوئی رقم واجب الادا ہوئی یہ الفاظ میں سمجھتا ہوں آج تک جو الفاظ لکھتے رہے وہ تردید کرتے رہے۔

میر اسرار اللہ خان زہری (وزیر) جناب یہ سوال جواب پڑھ لیں۔ اگر یہ ہوا کیونکہ آٹھ پارٹی بیٹھی ہوئی ہے۔ اس کی جو روپورث آئے گی اگر اس پر ہوئے تو یہاں پڑے گا اگر اس کے ہمارے اوپر ہو گئے تو ہم کو دینا پڑے گا۔

میر محمد اسلم بلیدی جناب یہاں لکھا ہوا ہے کہ ایک نجیی مقرر ہوئی ہے۔ ہمارے ہاں اکثر یہ ہوتا ہے کہ جو معاملہ سرد خانے میں ڈالا ہواں کے لئے نجیی مقرر کی جاتی ہے۔ جناب شریز خان بلوچستان نجیخانہ خواراک کے گدم کو دیک کی طرح چاٹ رہا ہے تو جب ہم لوگ سوال کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ نجییاں مقرر کی گئی ہیں نجییوں کے فحصے جو ہیں سامنے آئیں گے۔ لیکن اسیلی کے پورے ژرم گزر جاتے ہیں لیکن نجییوں کے فحصے سامنے نہیں آتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر اگلا سوال جناب عبدالرحیم خان مندو خیل صاحب کا ہے۔
۲۰۳، جناب عبدالرحیم خان مندو خیل (بتوسط سردار غلام مصطفیٰ خان ترین) کیا وزیر خواراک از راه کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

الف۔ سال ۱۹۹۳ء تا ۱۹۹۴ء کے دوران نجیخانہ مذکورہ میں گردید، اس کے کتنے ملازمین تعینات ہوئے ہیں۔ تعینات کردہ ملازمین کے نام بعد ولدیت، قطعی کوائف، تاریخ تعیناتی، جائے تعیناتی

اور مطلع بہائش کی تفصیل دی جائے۔

ب:- مذکورہ تعیناتوں کے لئے شرائط اہلیت کیا رکھی گئی تھی۔ اور کیا مذکورہ آسامیوں کی عام تشہیر کی گئی ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہو تو کن اخبارات میں۔ اگر نہیں تو کیوں۔

وزیر خوراک

الف:- مگر خوراک میں سال ۱۹۹۳ء تا ۱۹۹۶ء کے دوران گریڈ ۱، کا کوئی ملازمیں تعینات نہیں ہوا ہے۔

ب:- ایضاً۔

جناب ڈپٹی اسپلیکر کوئی ضمنی سوال۔

سردار غلام مصطفیٰ خان ترین جات یہاں سوال کیا گیا ہے گریڈ ایک تا سترہ ۱۔۱۔ امک لیکن انہوں نے صرف، اگریڈ کا دیا ہے۔ ۱۔۲۔ ۲۔ امک کا بار بار یہی رونا اسکی میں ہو بہے۔ اور اس پر ابھی امک کچھ نہیں ہو بہے۔

جناب ڈپٹی اسپلیکر عبدالرحیم خان کا سوال غیر ضروری ملوالات کی بناء پر نامنظور ہونے سے اسپلیکر صاحب نے وقت بچانے کے لئے روپ نمبر ۲۵ کے تحت حسب قاعدہ بنانے کے لئے حالیہ ترمیمی شکل میں منظور کیا تھا۔ تاہم آپ کی خواہش پر جات رحیم صاحب کی خواہش پر اس سوال کو متعلق ٹھکنون کی طرف ارسال کیا گیا ہے۔ اس طرح باقی ماندہ جواب آئندہ اجلاس میں دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی اسپلیکر سوال نمبر ۲۳۲ میر جان محمد خان جمالی صاحب کا ہے۔

۲۳۲ میر جان محمد خان جمالی

کیا وزیر خوراک از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

الف:- ۲۱ فروری ۱۹۹۶ء تا ۲۸ مئی ۱۹۹۶ء کے دوران مکمل متعلق اور اس کے زیر انتظام نسلکہ ٹکڑے جات / پرو جیکس (اگر ہوں) میں کتنے گریڈ، اول بلا آفیسران کے تبادلے کر دیئے گئے ہیں ان کے نام، عمدہ مقام تبادله اور عمدہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے۔

ب۔ مذکورہ بلا تبدیل کردہ آفیسران اپنے آسامیوں پر کتنے عرصہ سے تعینات تھے۔ اور اپنے
پیشو آفیسران سے چارج لینے والے ملازمین کی آبائی اضلاع و رہائش کی تفصیل بھی دی جائے۔
ج۔ مذکورہ تبادلوں میں لی۔ اسے اور فی۔ اسے کی مد میں کل کتنی رقم ادا کر دی گئی ہے۔
نیز ہر آفیسر کو ادا کردہ سفر خرچ کی علیحدہ علیحدہ رقم کی تفصیل بھی دی جائے۔
وزیر خوراک

الف۔ مکمل خوراک میں اس دوران ۲۱ فروری ۱۹۹۶ء تا ۲۸ مئی ۱۹۹۶ء کوئی گردی، ادا بالا
آفیسران کی کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔
ب۔ ایضاً۔
ج۔ ایضاً۔

میر جان محمد خان جمالی تو جناب اسپیکر میں آگے بڑھوں گا نہیں وزیر موصوف کو
تکلیف بھی نہیں دوں گا۔ کیونکہ میرے سوال کا بھی وہی حشر ہوا ہے جو عبدالرحیم خان
مندو خیل صاحب کے سوالوں کو اسی سلسلے میں ہوم ڈپارٹمنٹ کا ریجوکیشن کا تو اسی کو بھی آپ
اگلے اجلاس کے لئے موخر کر دیں کیونکہ بتتی ڈیٹیلی Detail جواب چاہئے تھا۔ ہمارے
مسکراتے ہوئے وزیر صحت مند خوش اخلاق میر محمد علی ردد میں نہیں ایک ہی تو وزیر ہے
جس کے ساتھ ہم مذاق کر سکتے ہیں وہ ہے نہیں وہ بھی آئیں گے اس سیشن میں اخاء اللہ پر
سوال بھی کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر جناب جان محمد صاحب۔ آپ پوچھیں گے اخاء اللہ جواب مل
جائے گا۔

میر جان محمد خان جمالی نہیں جناب اسپیکر کیونکہ اس میں وہی ہے ایک سے، اگر یہ
انہوں نے ایک سے، اگر یہ میں جو پوسٹنگ Transfer ہوئی تھی وہ پوچھی تھی
انہوں نے صرف and above 17 کا دیایا ہے۔ تو اگلے اجلاس کے لئے آپ اسکو موخر
کر دیں یہ بھی نہیں برداشت ہے۔

میر اسرار اللہ خان زہری (وزیر) جتاب اپنیکر جو اسکلی سے ہمیں Question ملتے ہیں اسکا ہی جواب دیتیں گے وہ اسکلی والوں کو پتہ ہے کہ کس طرح کیا گیا ہے۔
میر جان محمد خان جمالی جتاب اپنیکر جب اپنیکر صاحب جب اوہ رہتے صدارت کر رہے تھے تو انہوں نے بھی یہی کہا تھا کہ اسکو پھر اُسی طریقہ سے ری انھیٹ Reinhate کر دیں گے۔ تو وہ انشاء اللہ آ جائیگا پھر اُسی طریقہ سے ہم استخار کر لیتے ہیں سر۔ اگلا اجلاس جلدی آجائے گا ہم Request کر لیں گے اگر انہوں نے نہیں بلایا۔

جناب ڈپٹی اپنیکر ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ سوال نمبر ۱۷۴، میر عبدالکریم نوشیروانی صاحب۔

میر محمد اسلم بلیدی سوال نمبر ۱۷۵۔

۱۷۶، **میر عبدالکریم نوشیروانی** (بتوسط میر محمد اسلم بلیدی) کیا وزیر ماہی گیری از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

سال ۱۹۹۳ء-۱۹۹۴ء تا ۱۹۹۴ء-۱۹۹۵ء کے دوران حکومت کی جانب سے ماہی گیری کے فروع کے لئے اب تک کیا اقدامات کئے گئے ہیں۔

وزیر ماہی گیری

محمد ماہی گیری بلوچستان نے سال ۱۹۹۳ء-۱۹۹۴ء کے دوران ماہی گیری کے فروع کے لئے متعدد اسکیمیں صوبائی حکومت کو منظوری کے لئے پیش کیں۔ حکومت بلوچستان نے ان کی منظوری تو دے دی۔ مگر فتنہ کی کمی کے باعث ان اسکیوں کو سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل نہیں کیا گیا۔ ۲۰۰۳ء میں بڑا کی کوششوں کے باعث سال ۱۹۹۴ء-۱۹۹۵ء کے دوران صوبائی حکومت کے تھالوں اور بھرپور کوششوں کے نتیجے میں مرکزی حکومت کے توسط سے ۳۱۲ ملین یون جاپانی گرانٹ کی منظوری ہوئی۔ اس گرانٹ کے تحت سال ۱۹۹۴ء-۱۹۹۵ء کے دوران بلوچستان کے ماہی گیروں میں مندرجہ ذیل آلات ماہی گیری قسم کی گئیں۔

۱۰۰

ان بحثوں کے لئے نیصد اسپیکر پارٹی

سر

ان بحثوں کے لئے نیصد اسپیکر پارٹی

۱۰۰ ایکوسائنسز

۱۰۰

سیٹ اوڑا برائے فشرن و رکشاپ۔

۱۰۰

جال وغیرہ۔

نیچنا کشتوں کی تعداد ۲۲۰ سے بڑھ کر ۵۷۶ ہو گئی۔ جو کہ سال ۱۹۹۳ء کی نسبت ۲۰

فیصد زیادہ ہے۔ اسی طرح پچھلی کی سالانہ پیداوار ۱۰۳۰، ۱۰۳۰ ان سے بڑھ کر ۱۰۲۵، ۱۰۲۵ ان ہو گئی جس کی مالیت ۸۳۲ ملین روپے سے بڑھ کر ۱۸۸۴ ملین روپے ہو گئی۔

اس کے علاوہ ساحلی ترقی کے لئے ۱۹۹۶ء میں تاسک فورس قائم کی گئی۔ اس تاسک

فورس کی سفارشات میں ساحلی سڑک کی تعمیر، گوادر کے گھرے سندھر میں یمن درگاہ کی تعمیر، موڑو سے کی تعمیر، ساحلی علاقوں کو بجلی کی فراہمی، ساحلی علاقوں کو پہنچنے کے صاف پانی کی فراہمی کے لئے سورڈم، خادی کورڈم، مگلوں ڈم، اور نیماںی ڈم کی تعمیر، پی آئی اے کی سرو سزا در موصلات کی بستی کے اقدامات اور زراعت کے فروع وغیرہ کے لئے مخصوصے شاہل کئے گئے ہیں۔ نیز ماہی گیسری کے شعبے کے فروع کے مختلف مقامات پر گودیوں کی تعمیر، پسی اور گوادر سے بچھلی کی پیداوار کو برآمد کرنے کی سولتوں کی فراہمی، ماہی گیسری کے سیڑے میں توسعہ، اور سندھری بچھلی کی کاشت کے فروع وغیرہ کیلئے بھی متعدد سفارشات کی گئی ہیں۔ ان سفارشات پر عمل خذ کی فراہمی پر منحصر ہے۔

علاوہ ایسی بلوجھستان کے ماہی گیسروں کی تربیت، ماہی گیسروں کو جال اور بحثوں کی فراہمی اور ساحل پر گودیوں کی تعمیر وغیرہ کے لئے کئی اسکیمیں منظوری کے لئے پیش کی گئی ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر کوئی حصی سوال اگر ہے؟ جی سوال نمبر ۱۰۰۔

میر اسرار اللہ خان زہری پڑھ لوں یا پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟ یہ ذرا لما ہے اگر

اے پڑھا ہوا تصور کیا جائے تو بہتر ہے۔

(جواب پڑھا ہوا تصور کیا گیا)

۱۰۰، میر عبدالگریم نوشیروانی

کیا وزیر ماہی گیسری از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

سال ۱۹۹۲ء کے دوران محمد ماہی گیری سے حکومت بلوچستان کو کل کس قدر آمدنی حاصل ہوئی ہے۔ نیز حاصل شدہ آمدنی کو کن کن مدت میں خرچ کیا گیا ہے۔

وزیر ماہی گیسری

محمد ماہی گیسری کی کل آمدنی کی تفصیل تاحال موصول نہیں ہوئی۔ تاہم کم جلالی ۱۹۹۴ء تا مارچ ۱۹۹۵ء تک محمد بذا کو مختلف مدت سے کل ۲۳۰۵۹۰۲۸۸ روپیہ کی آمدنی حاصل ہوئی ہے۔ حاصل شدہ یہ آمدنی ڈائرکٹریٹ ماہی گیری کے اخراجات سے بہت ہی کم ہے۔ لہذا یہ کم غیر ترقیاتی بحث کی فرائی سے پوری کی جاتی ہے۔ پورے پاکستان میں کمیں بھی سرکاری ملکوں کو ان کی آمدنی سے چلایا نہیں جاتا۔ کیونکہ سرکاری ملکوں کا کام تجارتی نوعیت کا نہیں ہوتا اور اگر سرکاری ملکے یہ کام شروع کر دیں تو بھی شعبے کبھی بھی تجارتی سطح پر کام نہیں کر سکتے۔ جہاں بھی تجارتی نوعیت کے محالات دریش ہوں۔ تو حکومت وہاں نیم سرکاری ادارے قائم کر دیتی ہے۔ مثلاً وائڈ اے ریلوے، پی۔ آئی۔ اے ویم۔

جناب ڈسٹریکٹر کوئی ضمنی سوال اگر ہو، سوال نمبر ۲۲۳ میر جان محمد خان جمالی۔

میر جان محمد خان جمالی سوال نمبر ۲۲۳

میر اسرار اللہ خان زبری (وزیر) پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

۲۲۳، میر جان محمد خان جمالی

کیا وزیر ماہی گیری از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

الف:- ۲۱ فروری ۱۹۹۲ء ۲۸ مئی ۱۹۹۲ء کے دوران محمد متعلقہ اور اس کے زیر انتظام تمام نسلکہ ملک جات رپو جنکس (اگر ہوں) میں کتنے گرینی، اور بلا آفیسر ان کے تباہی کر دیئے ہیں

ان کے نام، عمدہ، مقام تبادلہ اور مقام و عمدہ تعینات کی تفصیل دی جائے۔
ب۔ مذکورہ بلا تبدیل کردہ آفیسران و اہلکاران اپنے آسامیوں پر کتنے عرصہ سے تعینات تھے اور اپنے پیشرو آفیسران و اہلکاران سے چارج یعنی والے ملازمین کی آبائی ضلع و رہائش کی تفصیل بھی دی جائے۔

ج۔ مذکورہ تبادلوں میں فی۔ اے اور ذی۔ اے کی مد میں کل کس قدر رقم ادا کر دی گئی ہے۔ نیز ہر آفیسر و اہلکار کو ادا کردہ سفر خرچ کی طیحہ طیحہ رقم کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر ماہی گسیری

الف۔ ۲۱ فروری ۱۹۹۷ء تا ۲۸ مئی کے دوران بھگہ ماہی گسیری اور اس کے زیر انتظام اداروں میں تبادلہ شدہ آفیسران کی فہرست بعد نام و عمدہ، مقام تبادلہ اور مقام عمدہ درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار نام	عمدہ	گرید	مقام تبادلہ	مقام تعیناتی
۱۔ مسٹر مولا بخش	ڈپٹی ڈائریکٹر	۱۸	حب چوکی	ڈیرہ مراد جمالی
۲۔ مسٹر محمد نیلس خان	ڈپٹی ڈائریکٹر	۱۸	ڈیرہ مراد جمالی	حب چوکی
۳۔ مسٹر محمد اکبر	اسٹنٹ ڈائریکٹر	۱۰	پنی	جیوانی
۴۔ مسٹر اللہ بخش	اسٹنٹ ڈائریکٹر	۱۰	پنی	لورالالی
۵۔ مسٹر بھلان خان	اسٹنٹ ڈائریکٹر	۱۰	گوارڈ	پنی
۶۔ مسٹر محمد اکبر ڈمنی	اسٹنٹ ڈائریکٹر	۱۰	حب چوکی	پنی
۷۔ مسٹر خان میر	اسٹنٹ ڈائریکٹر	۱۰	لورالالی	گوارڈ
۸۔ مسٹر خلیل الرحمن	اسٹنٹ ڈائریکٹر	۱۰	کوٹھ	اور مارہ

میر جان محمد خان جمالی جتاب اپنیکر میری ایک گزارش ہے کہ جو سوال میں نے کیا تھا کہ ان کے جو افسر ٹرانسفر کے گئے ہیں ان کو جس پوسٹ سے ٹرانسفر کیا گیا اس پوسٹ پر انہوں نے کتنا عرصہ سروس کی تھی وہ بھول ہی گئے ہیں وہ گول کر گئے ہیں اور ہر۔ تو میری گزارش ہے کہ اس کو **Defers** کر دیں پھر نئے اجلاس میں دوبارہ لے آئیں۔

میر اسرار اللہ خان زہری (وزیر) جی میں آپ کو بتاتا ہوں کہ کتنا وقت ہوا ہے۔
میر جان محمد خان جمالی جی بتاتے جائیں۔

میر اسرار اللہ خان زہری (وزیر) یہ جی مسٹر مولا بخش ہے اس کو عین سال ہے۔
مسٹر بونس ہے تقریباً دو سال چھ میتھے۔ محمد اکبر ہے دو سال دس میتھے۔ مسٹر اللہ بخش ہے
دو سال نو میتھے۔ پھلان خان ہے ایک سال چھ میتھے۔ قاضی محمد اکبر ہے ایک سال نو میتھے۔
مسٹر خان میر ایک سال گیارہ میتھے۔ مسٹر خلیل الرحمن ہے عین سال۔ اچھا مسٹر عبدالحید ہے
ایک سال نو ماہ۔ مسٹر لکھی چند دو سال دس ماہ۔ مسٹر عبد الرحم نیازی عین سال۔

میر جان محمد خان جمالی جناب اپنیکر آپ کے توسط سے ایک خوشی کی بات ہے
ایوان کے کچھ عرصہ تو آفیسر ان کو انہوں نے رہنے دیا بڑی غیمت ہے بست مردانی۔
جناب ڈپئی اپنیکر سوال نمبر ۱۲۱ ملک محمد سرور خان کا کڑ صاحب کا ہے۔

۱۲۱ ملک محمد سرور خان کا کڑ

کیا وزیر سماجی بہود و مدد ہی امور از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

الف۔ بلوچستان میں کل کتنے غیر سرکاری فلاجی ادارے (N.G.O.S) رجسٹرڈ ہیں۔
اور ان کو حکومت بلوچستان کی جانب سے گرفتہ پانچ سالوں سے کل کس قدر گرانٹ (Grant-in-Aid) دی جا رہی ہے۔

ب۔ مذکورہ غیر سرکاری فلاجی ادارے (N.G.O.S) میں کن کن این جی او ز کو غیر
سرکاری امداد مل رہی ہے اور کون کونسے اداروں کو ترقیاتی مخصوصیوں کے تحت گرانٹ اور فنڈز
میاکی جاتی ہے نیز ملکی اور غیر ملکی امداد حاصل کرنے والے این جی او ز کی علیحدہ علیحدہ
تفصیل دی جائے؟

ج۔ مذکورہ بala این۔ جی او ز میں سے صوبہ بلوچستان میں باقاعدگی سے کل کس قدر این۔
جی۔ او ز کام کر رہی ہیں۔ اور انکی کارکردگی کی تفصیل بھی دی جائے؟

۹۔ مسٹر عبدالحیہ استنسٹ ڈائریکٹر جیوانی کوٹھ
 ۱۰۔ مسٹر لکھی چد ایکنٹگ استنسٹ ڈائریکٹر نصیر آباد حب چوکی
 ۱۱۔ مسٹر عبدالرب نیازی ایکنٹگ استنسٹ ڈائریکٹر اور ماڑہ سی
 ۱۲۔ مذکورہ تباولوں میں آفیسران کوئی اے اور ڈی اے کی مد میں ادا کردہ رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار نام	عده	ٹی اے اور ڈی اے	کل ادا کردہ رقم
۱۔ مسٹر مولا بخش ڈپٹی ڈائریکٹر	۳۵۰،۰۰۰ روپیہ		
۲۔ مسٹر محمد یونس خان ڈپٹی ڈائریکٹر	۳۰۰،۰۰۰ روپیہ		
۳۔ مسٹر محمد اکبر استنسٹ ڈائریکٹر	۱۰۰،۰۰۰ روپیہ		
۴۔ مسٹر اللہ بخش استنسٹ ڈائریکٹر	۲۵۰،۰۰۰ روپیہ		
۵۔ مسٹر پھلان خان استنسٹ ڈائریکٹر	۵۰،۰۰۰ روپیہ		
۶۔ مسٹر محمد اکبر قاضی استنسٹ ڈائریکٹر	۳۰۰،۰۰۰ روپیہ		
۷۔ مسٹر خان میر استنسٹ ڈائریکٹر	۲۵۰،۰۰۰ روپیہ		
۸۔ مسٹر خلیل الرحمن استنسٹ ڈائریکٹر	۳۰۰،۰۰۰ روپیہ		
۹۔ مسٹر عبدالحیہ استنسٹ ڈائریکٹر	۳۰۰،۰۰۰ روپیہ		
۱۰۔ مسٹر لکھی چد ایکنٹگ استنسٹ	۲۵۰،۰۰۰ روپیہ		
ڈائریکٹر			
۱۱۔ مسٹر عبدالرب نیازی ایٹھا	۲۵،۰۰۰ روپیہ		

جواب الف۔ بلوجستان میں اس وقت کل سات سو دس رضاکار سماجی تنظیموں میں رجسٹرڈ ہیں۔ حکومت کی جانب سے رضاکار سماجی تنظیموں کے لئے ہر سال ۲۵ لاکھ روپے گرانٹ ان ایڈ فرائیم کی جاتی ہے۔ جو رضاکار سماجی تنظیموں میں ان کی کارکردگی ان کے دائرہ کار اور

پروگراموں کے مطابق بلوچستان سو شل ویلغیر کونسل کی منظوری کے بعد فراہم کی جاتی ہے۔ اس ضمن میں واضح رہے کہ حکومت بلوچستان نے ہمہ سماجی بہبود کو سال ۱۹۹۵ء اور سال ۱۹۹۶ء کے دوران گرانٹ ان ایڈ فراہم نہیں کی۔

ب۔ بین الاقوای اداروں سے امداد حاصل کرنے والی رضاکار سماجی تنظیموں (این جی او ز) سے متعلق ہمہ سماجی بہبود لا علم ہے۔ نیز فلاحتی اداروں کو ترقیاتی منصوبوں کے لئے گرانٹ فراہم نہیں کی گئی۔

ج۔ ہمہ سماجی بہبود حکومت بلوچستان کے ساتھ رجسٹریشن اینڈ کنسلول آرڈیننس محبرہ ۱۹۷۱ء کے تحت اس وقت، رضاکار سماجی تنظیمیں رجسٹرڈ ہیں۔ اور یہ تمام تنظیمیں اپنے اپنے علاقوں اور دائرہ کار (Area of Operation) کے اندر باقاعدگی سے رضاکارانہ طور پر کام کر رہی ہیں۔ ان میں سے تقریباً عین سو پکاس رضاکار سماجی تنظیموں کی کارکردگی تسلی بخش ہے یہ تنظیمیں محدود وسائل کے باوجود اپنے اپنے علاقوں میں مندرجہ ذیل شعبوں میں کام کر رہی ہیں۔

(۱) بچوں کی فلاج و بہبود کے ضمن میں فری ٹیوشن شرک کا قیام، اپنی مدد آپ کے تحت خاندانی نیکوں کا انتقام، غریب طلباء کی مدد، تیسم اور محذور بچوں کی بحالت اور تعلیم کا انتظام شامل ہے۔

(۲) خواہیں کے لئے سلامی کڑھائی کے مرکز کا قیام، دینی تعلیم، تعلیم بالغان، خواہیں کی خود کفالت کا پروگرام (وہیں کریڈٹ سکھم) اور امور خانہ داری میں تربیت و تحریر۔

(۳) نوجوانوں کی کھلی کود کا انتظام، نوجوانوں میں نشیات کے خلاف شعور اچاگر کرنا۔ مختلف ٹورنامش کا انعقاد، ٹیکنیک اور کمپیوٹر شرکوں کا قیام۔

(۴) معذور افراد کی تعلیم و تربیت و بحالت، علاج محلہ، اور روزگار کی فراہمی کا انتظام۔

(۵) عمر رسیدہ افراد کی فلاج و بہبود۔

(۶) نشیات کے عادی افراد کے علاج و بحالت کا انتظام۔

(۱) قیدیوں کی تعطیم و تربیت، تفریج، و قانونی امداد کا انتظام۔
مولانا امیر زمان (سینر وزیر) جتاب اپنیکر ضمنی سوالوں کا جواب دغیرہ سب کچھ ہم
نے آپ سے جو ایسی دن پوچھ لیا گیا تھا۔ وہ ساری کتاب ہم نے آپکے حوالے کر دی تھی۔
جناب ڈپٹی اسپیکر رخصت کی درخواست اگر کوئی ہو؟
اختسر حسین خاں (سیکرٹری اسکلی) جی ہاں۔ جتاب عبدالرحیم خاں
مندو خیل ایم پی اسے نے اسکلی کے اجلاس سے دس جولائی ۱۹۹۰ء تک رخصت کی درخواست
کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر سوال یہ ہے کہ رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟
(رخصت کی درخواست منظور کی گئی)

سیکرٹری اسکلی ملک محمد سرور خاں کا لڑائی۔

میر جان محمد خاں جمالی پرانٹ آف آرڈر جتاب اپنیکر پتہ تو کریں جتاب کیونکہ
رحیم مندو خیل اور سرور خاں کے بغیر شاخت ہی نہیں ہے ہاؤس میں۔ ان کی غیر موجودگی میں
سوالات بھی نہیں ہوئے مزہ بھی نہیں آیا۔ نہ ہم ایوان میں جائے ہیں نہ بلوجھستان کے لوگ
جائے ہیں میں Next Time زرا ان کو اپنے چیمبر Chamber میں نہیں کہ چھٹی ایک دن کی
بھی نہ لیا کریں کیونکہ ان کے بغیر ایوان میں مزہ نہیں آتا ہے۔

سیکرٹری اسکلی ملک محمد سرور خاں کا لڑائی نبی مصروفیات کی بناء پر آج دس جولائی
کے اجلاس کے لئے درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر سوال یہ ہے کہ رخصت کو منظور کیا جائے؟
(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسکلی حاجی علی محمد نو تیزی صاحب صوبائی وزیر اسلام آباد سرکاری کام کے
سلسلے میں تشریف لے گئے ہیں اسکے انہوں نے آٹھ جولائی سے بارہ جولائی تک اجلاس سے
رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے؟
(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی مولانا عبدالواسع صاحب اپنے حلقہ انتخاب کا دورہ کر رہے ہیں اسکے انہوں نے آنحضرت جولالی سے تا انتظام اجلاس رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر سوال یہ ہے کہ رخصت کو منظور کیا جائے؟
(رخصت منظور کی گئی)۔

سیکرٹری اسمبلی دوسری عبدالحاق زہری صاحب نے بھی مصروفیات کی بناء پر آج کے لئے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر سوال یہ ہے کہ رخصت کو منظور کیا جائے؟
(رخصت منظور کی گئی)۔

سیکرٹری اسمبلی میر محمد علی رند صوبائی وزیر خوارک سرکاری کام کے سلسلے میں اسلام آباد تشریف لے گئے ہیں اسکے انہوں نے دس اور بارہ جولالی کے لئے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر سوال یہ ہے کہ رخصت کو منظور کیا جائے؟
(رخصت منظور کی گئی)۔

سیکرٹری اسمبلی مولانا اللہ داد خیرخواہ نے بھی مصروفیات کی بناء پر آج کے لئے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر سوال یہ ہے کہ رخصت کو منظور کیا جائے؟
(رخصت منظور کی گئی)۔

سیکرٹری اسمبلی سردار محمد صلی بھوتانی صاحب نے بھی مصروفیات کی بناء پر آج کے لئے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر سوال یہ ہے کہ رخصت کو منظور کیا جائے؟

(ارخصت منظور کی گئی اے۔

جتناب ڈپٹی اسپیکر کیونکہ آج تحریک اختلاف بھی نہیں ہے اور تحریک التوام بھی نہیں ہے لہذا Zero Hour کے لئے تقریباً آدھا گھنٹہ ہم مخصوص کرتے ہیں جو بھی یو لٹا چاہے وہ ذرا مردانی کر کے اختصار سے کام لیں۔ جی جتاب بسم اللہ خان کا کڑا صاحب۔

بسم اللہ خان کا کڑا ایک اور بات اس دن انحصاری تھی آج پھر پشین میں زرعی ٹیکس کے حوالے سے اور من کھت کے حوالے سے ہڑتاں ہے میرے پاس اس دن کا ایک Document ڈاکومنٹ تھا جس کا میں نے باقاعدہ روپے کا حوالہ دیا کہ ایک قانون ہے ۱۹۹۵ء کا اور اس کے قواعد ۱۹۹۵ء میں مرجب ہوئے ہیں کہ ٹکیش کا رسٹ پھل پر ۵ روپے ہو گا باقاعدہ قانون ہے یہ میرے پاس ہے جس کو میں اسیلی کے ریکارڈ میں شامل کرنا چاہتا ہوں جس کی کالی میں نے سینٹر فسٹر کو دی اگر وہ ہمیں یہ تحفظ دیں کہ ہم سے دو دو ٹکیش کانا جاتا ہے اگر وہ باقی پاکستان کے مطابق کر دے تو شاید ہم کا ٹککار ضلعی ٹیکس بھی مان لے اس حوالے سے ہماری حکومت بالکل خاموش ہوتی ہے اور ہمیں چھوڑا گیا ہے جتاب اسپیکر اس ملک میں زرعی شعبے سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو اس ملک میں لوٹنے پر بر غمال کے طور پر استعمال کیا گیا ہے آپ اندازہ لگائیں چھپلے دس سالوں میں یہاں کوئی پرانے کشوول نہیں ہے کسی حوالے سے جو چیز ہم استعمال کرتے ہیں ان کی مرضی ہوتی ہے کہت جو پیٹی ہوتی ہے سبب کی وہ روپے سے اس وقت ۲۲ روپے تک بخچ پھی ہیں حکومت کو کوئی فکر نہیں کرایہ جو چند ہزار روپے ہوتا تھا اس وقت انحصارہ ہزار روپے فی لیئر ۳۸۶ روپے فی لیئر ہے ان کو کوئی Prescribe ہم استعمال کرتے تھے ۶۰ روپے فی لیئر آٹل۔ کوئی فکر نہیں جو دوسریں کوئی فکر نہیں لیکن مارکیٹ میں قیمتیں ۱۹۸۶ء والے ہیں یہ جو ہم بواسطہ جتنی وہ ادا کرتے ہیں یہ کون سوچے گا یہ ۸۰ فیصد کا ٹککاری سے تعلق رکھنے والی آبادی کے بارے میں کون سوچے گا صرف یہ اس لئے ہے کہ مختلف طریقوں سے ان کا گوشت نوچا جائے میں یہ Document چاہتا ہوں کہ اسیلی کے ریکارڈ میں آجائے اور ہمارے سینٹر فسٹر صاحب ان دونوں بالوں کے

بارے میں ایک جو ہم سے کمیشن کاتا جاتا ہے ایک منکت والا مسئلہ بھی اس دن واضح نہیں ہوا کہ کیوں کوئٹہ کئے من کھت ہو اور پشین میں نہ ہو یہ اس دن ہم نے سوال کیا تھا کہ کیا پشین پر وہ نہیں جو ضلعی ٹیکس کے حوالے سے انہوں نے سوال انٹھایا کہ جب ٹیکس وصول کرتے ہیں تو اس کو بلوجھان کا حصہ بنایتے ہیں لیکن جب منکت سے زیادہ وصول کرنا ہوتا ہے تو پھر کوئٹہ اور پشین میں فرق کیوں ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر حکومت کا انتظامیوں کے مفادات کا تحفظ کرتی ہے ہمیں ان کمیشن خوروں کے ظلم سے بچاتی ہے یا جو ہم استعمال کرتے ہیں ان اہم کی قیمتیوں پر کنٹروں کرتی ہے تو پھر بے شک وہ زرعی شعبے سے جو لینا چاہے یہ یکطرفہ ظلم اس کے لئے میں گزارش کروں گا اپنے سینئر منسٹر سے کہ وہ اس بارے میں ہمیں یقین دبانی کرو اسیں تاکہ اس دن جو لوگ گرفتار ہوئے ہیں اور ابھی تک جیلوں میں ہیں آج مزید گرفتاریاں ہو گئیں میں نہیں سمجھتا یہ اسی گورنمنٹ کے لئے وہ بن رہی ہے اور ہم اصول کی بات کرتے ہیں ہم بالکل انکاری نہیں ہو گئے کہ ضلعی ٹیکس کے حوالے سے لیکن کمیشن کا بھی پابند کیا جائے کیونکہ سب پاکستان سے یہاں ڈبل وصول کیا جاتا ہے میری یہ ان سے Request اور میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے اس Document کو اسیلی ریکارڈ میں شامل کیا جائے۔

میر جان محمد خان جمالی بست ہی اختصار اور بریفلی Briefly آپ سے گزارش کروں گا ٹائم ایسا ہے ایک تو اسی سلسلے میں میں نے ایک قرارداد جمع کرائی ہے انشاء اللہ وہ اگلے پرانیوں مہربڑے پر آئے گی آئے کے سلسلے میں دوسرا میں گورنمنٹ سے اس دن بھی سوال پوچھوں گا تیاری کر کے آئے تو ۵۶ کروڑ سب سیئی ابھی بھی آپ نے دینی ہے جس کامل اور ز فائدہ انخاصیں گے جو اس وقت بھی سوال انٹھایا تھا یہ ۵۶ کروڑ ہم آٹا کوپن ۵۶ کروڑ یہ آئے کے کوپن کیوں نہ ایشو کرنے گورنمنٹ آف بلوجھان والے لوگ کم قیمت پر جا کر خریدے اور غریب لوگوں کو دیں ایسے نہیں کہ دیاں بھی امیر لوگ فائدہ لے جائے ہمارے جو پیدا گیہ ہے وہ یقین رہے ہیں تو یہ گزارش ہے تو اس دن یہ قرارداد کی صورت میں بسم اللہ صاحب سے گزارش

کرتا ہوں کہ میں قرارداد لا بھا ہوں اس میں بسم اللہ صاحب بھی اور حکومت بلوچستان سے بھی گزارش کریں گے کہ ایک واضح پالیسی اختیار کرے اور یہ جو ۸۰ کروڑ ہے پھر سب سیڈی دینی ہے مددگار آلات پختے کے لئے اس کے سلسلے میں بھی عمارک چاہئے میں بت تکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر سردار غلام مصطفیٰ خان ترین صاحب۔

سردار غلام مصطفیٰ خان ترین جناب اسپیکر میرزاں یہاں بسم اللہ نے جو ذکر کیا حقیقت ہے کہ اس صوبے میں کسی اشیاء کا راست مقرر نہیں اور عوام کی روز بروز مشکلات بڑھ رہی ہے۔ یہ نہیں کہ گورنمنٹ نیکس لگا رہی ہے اور کسی چیز کی کثروں نہیں چاہے وہ عکدم ہو چاہے آتا ہو چاہے کبھی ہو چاہے چینی ہو یعنی جو انسان کی ضرورت ہے اس صوبے میں کسی چیز کا راست نہیں دو کاندرا جو بھی راست پر دے کوئی اس بارے میں کچھ نہیں سمجھتا میری جناب والا یہی گزارش ہے کہ کم از کم اس صوبے کو کچھ کثروں کیا جائے ہر ایک اپنی مرخصی سے اپنے مرخصی کا دام مقرر کرنا ہے کوئی پوچھنے والا نہیں جناب والا اس پر کثروں کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر جناب مصطفیٰ صاحب ذرا مجھے موقع دیجئے۔ اسلام آباد میں محاذ صحافی ہمایوں کی گرفتاری کے خلاف ہمارے صحافی حضرات نے واک آؤٹ کیا ہے مجھے امید ہے کہ ان کا مطالبہ منظور کیا جائے گا اور صحافی حضرات سے درخواست ہے کہ پرنس گلبری سے والیں الیوان میں آجائیں۔

مولانا امیر زمان (سینئر وزیر) جناب اسپیکر ہم اس کی تائید کرتے ہیں اور حمایت کرتے اور صحافی حضرات سے اہمیل کرتے ہیں کہ وہ دوبارہ الیوان میں آجائے اور جو ان کو دکھنے کا ہے اس میں بھی ہم شریک ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر مصطفیٰ خان صاحب۔

سردار غلام مصطفیٰ خان ترین جناب اسپیکر جسے بسم اللہ خان صاحب نے فرمایا پہلیں ضلع نیکس کے بارے میں اس بارے میں میں نے صح سینئر نسٹر صاحب سے بھی بات کی ہے افسوس کی بات ہے کہ مولوی صاحب نے مجھے کہا کہ ابھی ہنچا ہے میں یہ تحریک شروع ہے

جب وہاں یہ نیکس ختم ہو جائیگا تو اس صوبے میں بھیم ختم کر لے جاتا والا اگر اس چیز کو دیکھا جائے کہ پنجاب جو عمل کرے گا ہم وہی کر لے گی کیون کہ ہم دوسرے صوبوں کے اس پر چلے کہ جو وہ کہیں گے ہم لوگ وہی کرے گے جاتا والا یہ مشکلات زمینداروں کی روز بروز بڑھ رہی ہے اور اس پر ہم کوئی توجہ نہیں دے رہے ہیں بلکہ کام سنتا ہے وہ زمینداروں کو درستش ہے۔ لیکن آج تک اس مسئلے کا حل نہیں نکلا گیا ان کی موثریں جل رہی ہیں اور پانی کی سطح بیچ جا رہا ہے اس پر ہم لوگ کوئی توجہ نہیں دے رہے ہیں آج سچ وہاں ہڑتال تھی میں نے خود حلے میں اور جلوس میں شرکت کی اور انہوں نے یہ اعلان کیا جاتا والا میں آپ کا توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اعلان کیا کہ جلسہ اسی Chain پر کریں گے جاتا وہ نیکس وصول کر رہا ہے اس سے اندیشہ ہے کہ وہاں ہو سکتا ہے کہ گورنمنٹ اور عوام میں نکراہ ہو جائے تو جاتا والا سینئر وزیر و وزیر بلدیات سے یہ اہمی کرونا گا کہ وہ اس پر فوری توجہ دے ایسا ہے ہو کہ کل عوام اور گورنمنٹ کے درمیان تصادم ہو اور اس میں مزید نقصانات کا اندیشہ ہو تو جاتا والا منکت کا حساب ہے۔ ۱۹۹۱ء میں تمام صوبے کے لئے یہ غالی کوئٹہ کے لیے نہیں ہوا تھا یہ تمام صوبے کے لئے نکلا ہے کہ اس کو منکت کے حساب سے کیا جائے تو میری یہی گزارش ہے جاتا والا کہ ان دونوں مسئلے پر جلد از جلد غور کیا جائے تاکہ عوام اور گورنمنٹ کے درمیان جو بے چینی پھیل رہی ہے اس کو ختم کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر زیرِ اور ختم ہو گیا ہے جاتا سردار عبدالرحمان کھیڑان سردار عبدالرحمان کھیڑان میں دو پاؤں پے بولنا چاہتا ہوں ایک تو ہمارے صحافی حضرات واک آؤٹ کئے ہیں ہمالیوں فر صاحب ہے ہمارے اسلام آباد میں ۶ بھیسوں نے اس کو انعام لایا ہے یہ شاید مشرق پشاور کے بیورو چیف تھے تو انہوں نے جو واک آؤٹ کیا ہے ہم درخواست کر لے گے کہ واپس آ جائیں اور ہم ان کی کمل تحریک کرتے ہیں ۶ بھیسوں کو یہ حق نہیں پہنچا کر کسی کو ناجائز طور پر انھا لے اور اس کو گم کر دے انہوں کریں اگر کسی پر کوئی کیس ہے یا کوئی مسئلہ ہے تو اس کا طریقہ کار ہے ظاہراً اس کو کسی تھانے میں یا کسی جگہ پر

اس کا جو بھی مسئلہ ہے دیاں پے اسے بیش کرنا چاہئے ہم صحافتی حضرات کے ساتھ ہے دوسرا
نکر ہے کہ مولانا صاحب والجس آگئے وہ ایک مثال ہے کہتے ہیں جب چاند نہ ہو تو ہمارے اتنی
روشنی دیتی ہے کہ مسافر سفر کر سکیں تو ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب تو گئے ہوئے ہیں اسلام آباد
کراچی میں میں اس ایوان کے توسط سے شاید میرے علاوہ باقی بھی جو میرے دوست بیٹھے
ہیں ان کا مسئلہ ہو، بی، آر، پی اور پولیس اس میں تباولوں پے پابندی ہے خاص کر میں
بی، آر، پی کا ذکر کروں گا۔ بی، آر، پی کی پلانوں تبدیل ہوتی رہتی ہے بارکھان کی پلانوں خاران
چلی جاتی ہے خاران کی پلانوں موی خیل چلی جاتی ہے موی خیل کی پلانوں مکران چلی جاتی
ہے اس میں ہمارے غریب سپاہی ہوتے ہیں ان کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایک بارکھان کا سپاہی
مکران اس پلانوں کے ساتھ جائیگا میرے خیال میں اس کی اتنی ہی تجوہ ہے کہ وہ خود ہی
استعمال کر سکے گا باقی اس کے گھر کا مسئلہ ہوتا ہے وہ اپنے خاندان کا کھلیل ہوتا ہے تو میری
گزارش ہے سینر وزیر صاحب سے کہ آئی، جی صاحب کو لکھے اور نمائندگی پی، آر، پی کو یہ
پلانوں میں جو جنگ ہو رہی ہے لیکن سپاہیوں کی راستفر پے پابندی ہے تو وہ پابندی ہٹا دیں تاکہ یہ
غریب لوگوں کا مسئلہ حل ہو جائے اب پولیس کی یہ حالت ہے کہ میرے بارکھان کا انس، اچ،
اوکیونکہ پابندی ہے تھانے خالی پڑا ہوا ہے اور کل سچ دہل پے ایک ڈکیتی کی اشتہاری قیدی
جیل توڑ کر بھاگ گیا تو میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ یہ دو پوائنٹ تھے میرانی کر کے سینر وزیر صاحب
شاید وہ بھی ذاتی طور پے میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس چیز کو محسوس کر رہے ہو گئے کہ یہ جو بی،
آر، پی کے سپاہیوں کے تباولوں پے پابندی ہے اسکو اس عذاب سے نکال لیں، میرانی۔

مولانا امیر زمان (سینر وزیر) آخری جو آپ نے کوئی انس، پی کی بات کی ہے
انس، اچ، او کی بات کی ہے۔

سردار عبدالرحمن ٹھیٹران میں نے کہا کہ بارکھان کا انس، اچ، او کیونکہ میری
انس، پی سے بات ہوئی ہے یہاں سے پابندی ہے پولیس کے سپاہی سب انپکٹر، انپکٹر پے
پابندی ہے تو کل ایک قیدی تھا۔

جتاب ڈپٹی اسپیکر سردار صاحب آپ ذرا نور سے بولیں۔
سردار عبدالرحمن کھیران نور سے بول رہا ہوں اگر اس کا سپیکر کام نہیں کر رہا
ہے تو میں کیا کروں یہ جعفر خان سمجھا دیں گے۔

شیخ جعفر خان مندو خیل جتاب اسپیکر تکریہ آپ کا سب سے پہلے میں اس بات کی
ذمہ کروں گا کہ یہ صحافی کو کسی نے اٹھایا ہے پتہ نہیں بخسیر نے اٹھائی یا نہیں کوئی چیز کھیر
نہیں ہے بہر حال میری اہل ہو گئی کہ ان کو رہا کیا جائے اور ان کے ساتھ ہم سمجھتی کے طور پر
ساتھ دے رہے ہیں جو اس کے بعد دوسرا مسئلہ ہے یعنی صوبائی حکومت سے بھی یہ اہل ہے
سب سے پہلے تو اسمبلی کا میں سمجھتا ہوں کہ دن بدن ہم لوگ احترام ختم کرتے جاتے ہیں
سب سے پہلے ممبروں کا اینیڈنس اس میں حکم ہوتا جاتا ہے اس کے بعد وزراء صاحبان حکم دلپی
لیتے ہیں آج بھی آپ دکھ لیں یعنی یا چار وزیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں باقی کوئی بھی نہیں آتا
ہے وزیر اعلیٰ صاحب چونکہ اسمبلی کو ہر اجلاس میں ہونا چاہیے جو بھی باعث ہم زیر و آور میں کھٹے
ہیں مولانا امیر زمان صاحب پھر کہیں گے کہ پھر آپ ہم کو غصہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں
لہذا چونکہ لیڈر آف دی باؤس سے یہ کیا جاتا ہے ان کی موجودگی بہت ضروری ہے پھر جو ٹھکنوں
کے ساتھ سوالات جوابات کا تعلق ہوتا ہے یا جو باعث ہوتی ہیں اس ایوان میں وہ ٹھکنوں کے
آفسران کو ادھر موجود ہونا چاہیے آپ ذرا دکھ لیں یہ افیشلز ہے یہ انٹرست نہیں لے رہے
ہیں لہذا ادھر اسمبلی کی بات اسمبلی تک ہی دب جاتی ہے زیادہ سے زیادہ اخبار والے ان کو پرس
میں دیدتے ہیں پرس کے لوگوں سے لوگوں کو پتہ چل جاتا ہے کہ یہ اچھا ہو رہا ہے یہ برا ہو رہا
ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم جو باعث کرتے ہیں اس کی صرف پرس Consumption مکر رہ
گئی ہے پرس Consumption کے ماسوائے اس میں کوئی بھی بات نہیں رہ گئی ہے تو یہ
آپ ہدایت کریں جتاب اسپیکر لیڈر آف دی باؤس سے بھی تمام وزراء سے بھی اور وہ جو بیورو
کریٹس میں ان سے بھی کہ باؤس کا قادر بحال کرے، باؤس کا فیکورم بحال کرے کوئی اینیڈنس
دیں کوئی بات نہیں تاکہ اس کا کوئی محتقول جواب بھی آسکیں ایک ہوتا ہے کیسے تو خیر

اپنے مسئلے تو ہر وقت خود بھی حل کر سکتے ہیں لیکن کیبٹ سے آؤٹ جو محترم صاحبان ہے
چاہے وہ نریوری بیخڑے سے تعلق رکھتے ہیں چاہے اپوزیشن سے تعلق رکھتے ہیں اس کے مساوی
ان کے لئے سب سے بہتر فورم جو ہے سب سے بڑا فورم وہ یعنی اسکلی ہے اسی وجہ سے میں یہ
کہتا ہوں کہ اسکلی کے ڈیکورم کو بحال کیا جائے اور اسکلی کی طرف توجہ دی جائے اور یہاں
جو باعیں ہوتی ہے ان کو Seriously لیا جائے حقیقت میں میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان باتوں کو
Seriously لیا جائے اور جو محترم صاحبان جو وہ بھی Elected Members یعنی کہ ہمارے
بیچھے ہر ایک ممبر اپنے سے فرض کر سکتے ہیں کتنے تکلفیوں اور عوام کی کتنی کوششوں سے وہ اس
چیزیں مک پکھا ہے تو وہ یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہاں جو فاضل ممبر جو بات کرتا ہے اس میں بھی
انشاء اللہ وزن ہو گا کوئی ایسی فضول بات اسکلی میں کرنا کسی کے لئے بھی مناسب نہیں ہوتا لہذا
جو بات ہم کریں اس کے اوپر اس کا فوٹس لینا چاہے اور اس کے اوپر گملدر آمد ہونا چاہے اور
ابھی تک جو نظر آ رہی ہے کہ اسکلیوں میں جو ہم نے بات کی ہے وہ صرف اخبار والوں کا میں
تکفیریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ اخباروں کی زندگی اس کو بنا دیتے ہیں اس کے اوپر بھی سننا ہے
ہمارے محترم چیف مسٹر صاحب ناداصل ہو گئے ہیں کہ اخبار والے کیوں ایسی باعیں لگھتے ہیں یہ
اپوزیشن یا دوسروں کی باعیں کس لئے لگھتے ہیں تو ان کے اشتہارات کاٹ دیئے اشتہارات محترم
انفاریشن کا ایک سسٹم ہوتا ہے اس کے مطابق ڈسٹری بیوٹ ہوتے ہیں اگر اس ڈسٹری بیوٹ
میں کسی میں کمی آ جائے کسی میں زیادتی آ جائے کوئی فرق آ جائے وہ تو روٹین بات ہوتی ہے ہر
وقت اس میں چیخڑ ہوتے رہتے ہیں بلکہ ہم نے ہمیشہ یہ کوشش کی کہ جو یہاں کے چھوٹے
اخبارات ہیں ان کو بھی تھوڑی فیرنگ ملتی رہے لیکن اس بنیاد کے اوپر کہ آپ اپوزیشن کے
خبردوں کو کیوں چھاپتے ہیں یا آپ اسکلی کے خبردوں کو کیوں چھاپتے ہیں ان کے اشتہارات
کاٹ دینا یہ میں سمجھتا ہوں سراسر نا انصافی ہے سراسر ظلم ہے یہ پرنس کو دبانے کی کوشش کی
جاری ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کسی شیعہ نک ان بد اعمال لوگوں کو بھی پوکھن دی جا رہی ہے
جن کی بد اعمالی پرنس چھاپتی ہے اس طریقے سے ان کے ساتھ زیادتی ہے یہ نہیں ہونا چاہے اگر

داقتی یہ بحال نہیں ہوا تو کسی سچ پے ہم لوگ یہ سوچیں گے کہ آیا ہم سیشن کا باہیکات کر دیں اسکلی کا باہیکات کر دیں کوئی اور کر دیں کیونکہ اور اسکلی میں اگر آتے ہیں ہماری باہیں وہ پر لیں لکھ لیتی ہیں اس بنیاد کے اوپر وہ ان کے اشتہارات کاٹ دیتے جاتے ہیں یا ان کو سزا کے لئے نارچر کرنے کے لئے یہ اشتہارات بند کر دیتے جاتے ہیں یا کسی طور پر بھی قابل تحسین وہ نہیں ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت میں جو جماعتیں ہیں ہم لوگ تو خیر کر پڑتے ہیں تھے ہم لوگ نالائق بھی تھے نااہل بھی تھے یہ تو عین اصولی جماعتوں کی اصول حکومت ہے اگر یہ بھی یہ کر لیں تو پھر کوئی جماعت آگہ اور بلوچستان کی حالات کو درست کر لیں گی ہم لوگ جو اور حیر میٹھے ہوئے ہیں وہ تو نااہل تھے یہ اہل لوگوں کا بھی یہ حال ہو تو کون اس کو صحیح کریگا ہم نے یہاں پوائنٹ آؤٹ کیا مختلف مراحل پے مختلف چیزیں یہ سیری عرض تھی کہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب بھی اس اسکلی کو توجہ دیں اور سینئر خسر صاحب سے بھی یہ ریکویٹ کرونا گا کہ ان چیزوں کی طرف کہ کیوں اخبارات کو نارچر کیا جاتا ہے یعنی کہ ہمارا بھی وقت تھا کوئی ایک ثبوت دلا دیں یہ ۱۹۹۰ء کوئی ایک ثبوت دلا دیں کہ ہم نے کسی ایک اخبار کے اوپر پابندی لگائی ہے کسی اخبار کو یہ کہا کہ یہ خبر نہ چھاپو کسی کو نارچر کرنے کی کوشش کی کسی کو دبانے کی کوشش کی کسی کے اشتہارات کاٹنے کی کوشش کی البتہ اس کے بغیر جتنی مدد ہونے کی کوشش ہم کرتے تھے جو ہم سے ہوتا تھا ہم کرتے لیکن آج یہ ایک جو ہے اشتہارات جو کہ اخبارات کو سپورٹ کرتے ہیں ڈیلکٹریشن نکالنے میں کیونکہ سبڈائز ریٹ پے یہ اخبار بھیجتے ہیں عام عوام استے پیسے ادا نہیں کر سکتے کہ دس روپے یا بارہ روپے یا پندرہ روپے کا اخبار خرید لیں تو یہ اشتہارات ایک سبڈائز ریٹ کے اوپر ان کو سپورٹ کرتے ہیں کہ وہ اخبارات بھیجیں یہی میں سینئر خسر صاحب سے ریکویٹ کرونا گا کہ اس بات کا وہ نوٹس لیں اور اس بات کو بتائے کہ یہ کیوں کیا گیا ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر جناب سینئر صوبائی وزیر۔

بسم اللہ خان کاکڑ ہمارے جو صحنی دوست تھے ان کے پاس گئے تھے مگری صاحب بھی

ساتھ تھے ان کا کہنا یہ ہے کہ مشرقی پشاور کے جرئت ہمایوں صاحبدرس دن پہلے اسلام آباد میں گرفتار ہوئے وہ لوگ جنوں نے ہمیں بہت کچھ معلومات دینی ہوتی ہیں کہ فلاں کماں ہوتا ہے آج وہ خود اس چیز میں پسے ہوئے ہیں کہ ان کو یہ معلوم نہیں کہ یہ صحافی گرفتار ہونے کے بعد کماں گیا ہے کس ادارے کے پاس ہے ان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے وہ کس حد تک یہ ہو رہا ہے کہ کتنی وہ ایکل کا یہی کی طرح امریکہ پہنچائے گئے ہو تو ہم ان دوستوں سے ملے ہیں ہم اس ایوان کی توسط سے اس چیز کی بھرپور وہ کرتے ہیں کہ اس صحافی کے بارے میں فوری معلومات فراہم کی جائے اور اگر ان پر کوئی کیس بھی ہے تو کسی بھی عدالت میں اس کو پیش کریں اگر صحافیوں کے ساتھ یہ ہو جرئت کے ساتھ یہ ہو تو پھر عام لوگوں کے ساتھ اس ملک کے باقی عوام کے ساتھ ان کا کیا ہو گا لہذا آپ سے بھی درخواست ہے پورے ایوان سے بھی درخواست ہے کہ ہم صحافی دوستوں کے اس مطالبے کو برحق سمجھتے ہوئے ہم حمایت کرتے ہیں اور یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کو فوراً جس ادارے نے گرفتار کیا ہے ان کی بھی (Report) کے بارے میں اور یہ کہ وہ ان پر کوئی کیس بھی ہے تو وہ پاکستان کے کسی عدالت میں ان کو پیش کریں اور اس بے چینی کو دور کریں شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر میں صحافی حضرات کے ایوان میں واپسی کا خیر مقدم کرتا ہوں امید ہے کہ ہمایوں صاحب کو رہا کر دیا جائے گا اور قانون کے مطابق ان کے متعلقہ کافی حلہ کیا جائیگا۔ اب جناب مولانا امیر زمان صاحب۔

مولانا امیر زمان (سینئر وزیر) جناب اسپیکر سب سے پہلے جو صحافی حضرات کا مطالبہ ہے جسے بسم اللہ خان صاحب نے پیش کیا ہم اس کی پر زور حمایت کرتے ہیں اور ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ جیسے صحافی حضرات کا مطالبہ ہے کہ ان کا ایک ساتھی ہمایوں صاحب کو گرفتار کیا گیا ہے اور کوئی ایسے نامعلوم جگہ پر ان کو رکھا گیا ہے کہ ابھی تک اس کا پتہ نہیں جناب اسپیکر ہم واقعطاً ایسا خطرہ محسوس کرتے ہیں جیسے بسم اللہ خان نے کہا کہ ایک ایک آدمی گم ہوتے جا رہے ہیں تو شاید کل ہمارا بھی تحفظ نہیں ہو گا اور آپ کا بھی تحفظ نہیں ہو گا کہ شاید

ایسا وقت بھی آئے کہ ان لوگوں کا بھی کچھ حفظ نہیں جو کچھ کر رہے ہیں تو ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ اس صحافی کو دریافت کرنے کے لئے حکومت اپنے ذرائع استعمال کریں اور واقعہ اس پر کوئی جرم ہے تو یہاں پاکستان کے عدالت میں اس کو پیش کریں ایسا نہ ہو بدجھتی تو یہ ہے کہ آج کل آدمی کو پاکستان کی عدالت کی بجائے کوئی دوسرے عدالت میں لے جا رہا ہے تو جتاب والا ہم صحافی حضرات کے مطلبے کی بھروسہ تھا اس کرتے ہیں دوسرا جو گندم کا مسئلہ ہے ساتھی نے انھیاً گندم کے متعلق میں نے ایک دن پہلے بھی وضاحت کی کہ گندم کے رشت میں اس لئے مشکلات ہیں کہ دہاں چتاب میں ان کا مزخ مقرر نہیں ہے اور دوسرا بسم اللہ خان صاحب نے فی من کا کما تھا وہ فی من نہیں ہے شہید اخبار میں وہ جو بات چھپی ہو غلطی سے وہ فی سو کلوگرام کی قیمت ہے تو اس کی تصحیح کے لئے میں نے یہ بات کی ہے اور اس بارے میں میری گزارش یہ ہے کہ یہ مسئلہ گورنمنٹ کے نوٹس میں ہیں پہلے سے اس پر بات بھی ہوئی ہے گیارہ تاریخ کو وزیر اعظم نے اسلام آباد میں اسی مسئلے پر مینگ طلب کی ہے جس میں مل والے اور باقی جتنے بھی ہیں وہ سب بلا یا گیا ہے شریز خان تو میرے خیال میں آپ کی پیداوار ہے وہ اسی طرح ہو گا تو اس پر اسلام آباد میں انہوں نے مینگ طلب کی ہے تاکہ آئے کے مزخ کو کم کیا جائے اس بارے میں ہماری صوبائی حکومت کے صوبائی فسٹر بھی جائز ہے ہیں اور باقی صوبائی نمائندے بھی جائز ہے ہیں گیارہ تاریخ کے بعد اس کا پہلا چل جائے گا کہ اس میں وہ کتنی کمی کر سکتی ہے تو یہ چونکہ وزیر اعظم کے نوٹس میں بھی ہے اور وزیر اعلیٰ کے نوٹس میں بھی ہے الی بات نہیں ہے کہ اس پر گورنمنٹ کی توجہ نہیں ہے۔

بسم اللہ خان کا کڑ جتاب اپنیکر پواتنٹ آف آرڈر جتاب اپنیکر گیارہ تاریخ کل ہے کل یہ مینگ ہونی ہے کیوں ضروری بھاگیا ہے کہ گیارہ تاریخ کو دہاں مینگ ہو گی اور دس تاریخ کو قیمتی بڑھائی جائیں یہ سب سے بڑی بات ہے وہ آپ اسے یہ کہتے کل مینگ ہو رہی ہے آئے کی قیمت کم کرنے کی دس تاریخ کو اخبارات میں آتا ہے کہ آئے کو بلوجھستان میں باقی ملک میں نہیں یہ تو سب سے بڑی بات ہے یہ کل دہاں ملے ہو جاتی جو بھی مسئلہ بنتا ہے یہ

ضروری کیوں سمجھا گیا کہ گیارہ کو مینگ ہے اور دس کو آٹے کی قیمت میں جو اضافہ ہے اس کو
انداز کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپلیکر میں نے فارسی کا ایک شعر پیش کیا تھا۔

اگر اس کی ہم پابندی کریں تو انشاء اللہ ہمارا وقت خلاع ہونے سے بچ جائیگا زیر و آور
ہم نے اپنے صلاح و مشورے سے جاری کیا ہے تو ایک کے بولنے کے درمیان میں بولنے کی
کوشش نہ کریجے۔

مولانا امیر زمان (سینئر وزیر) جناب اسپلیکر حکومت بلوچستان نے فیصلہ کیا ہے کہ
اس پر سب سیڈی کو ختم کر دی جائے لہذا یوری کی قیمت ۲۰ روپے پہلے قیمت ۱۵ روپے تھی اور
اب قیمت ۲۰ روپے ہو گئی اس لئے اس میں ذرا مشکلات ہیں وہ بات جو میں نے وضاحت کی
کہ پنجاب میں اس کا نزد معلوم نہیں مقرر نہیں ہے اس لئے ایک دن دہل پر ایک قیمت ہوتی
ہے دوسرے دن دوسری میرے دن عیسیٰ قیمت ہوتی ہے۔ یہ سارا معاملہ کل ڈسکس
(Discus) ہوگا اس پر بحث ہوگی بسم اللہ صاحب اگر وزیر اعظم کی بات تک انظار کریں تو
میرے خیال میں بہتر ہوگا اگر اس نے اس مسئلے کو حل نہیں کیا تو پھر ہم بھی عوام سے ہیں اور
عوام کے ساتھ ہو گے جناب اسپلیکر منکت کی بات ساتھی نے کہ چونگی کو منکت کی بنیاد پر
ہونا چاہے لوکل گورنمنٹ کے مسٹر صاحب سے میری بات ہوئی وہ کہتے ہیں کہ میں کل کراچی جا
بنا ہوں اور چودہ کو واپس آؤں گا پندرہ کو اس بارے میں ہم اجلاس کر دیں گے جیسے پرسوں میں
نے کہا تھا کہ میں سے بھی میری بات ہوئی ہے اس پر ہم بیٹھ کے فیصلہ کر لے گے جہاں تک اس
سب سیڈی کی بات ہے اس کی ہم یقین بانی کرتے ہیں کہ فیڈوں سے ہٹ کر اگر کوئی فیڈی من
بانی کرتا ہے یا کوئی انتظامیہ من مانی کرتا ہے وہ سراسر ناصلانی کرتے ہیں تو ہم انشاء اللہ اسکا
حقیقت سے نوٹس لیں گے۔ اور اسکی جواب طلبی بھی کر لے گے۔

جناب ڈپٹی اسپلیکر جی مولانا صاحب اپنی بات کو جاری رکھیں۔

مولانا امیر زمان (سینئر وزیر) جہاں تک یہ بات ہے جناب اسپلیکر صاحب گزارش

کی کہ پانچ فیصد مقرر کیا گیا ہے اور میں نے یہ وضاحت کی کہ ٹھیڈوں سے ہٹ کر اگر کوئی آفیسر اس طرح کرتے ہیں۔ اس کی ہم جواب طلبی کر لیں گے۔ اور اس سے انشاء اللہ یہ ناانصافی نہیں ہوگی۔ بی آر پی کی ٹرانسفر کی بات ہو گئی بی آر پی کا واقعہ اس طرح ہے کہ یہ پابندی ہم نے اس لئے لگائی ہے اس سلسلے میں آئی ہی صاحب سے کما گیا ہے کہ غیر ضروری تباولے نہ کرے یا اگر کسی بھی تباولہ کی ضرورت ہو تو ہوم نسٹری سے منظوری لے کر اس کا تباولہ کیا کریں۔ جتنے بھی تباولے ہوئے ہیں وہ ہوم نسٹری سے کئے گئے ہیں ہوم نسٹری کی منظوری کے بغیر کوئی بھی ٹرانسفر نہیں ہوا ہے۔ جاں تک کھیران صاحب نے کما تھا وہ انشاء اللہ ہم پورا کر دیں گے۔ اور ایسی لی کو کہ دیں گے کہ وہاں پر ایسی اچھی اور بھجواری۔ جناب اپسیکر۔ صحافیوں پر پابندی کی بات کی گئی۔ جناب والا میرے خیال میں ایسی کوئی بات نہیں ہوئی ہے کہ ہم نے صحافی حضرات پر پابندی لگائی ہے نہ میرے علم میں ایسی بات گزرنی ہے جاں تک جعفر خان نے کما تھا کہ وہاں پر اشتہارات نہیں دے رہے ہیں۔ موجودہ وقت میں یقیناً اشتہارات انتہائی کم ہیں اور اخبارات بھی ماشاء اللہ انتہائی زیادہ ہیں ہمیں اس پر اعتراض نہیں ہے کہ اخبارات زیادہ نہ ہوں بلے شک زیادہ ہوں لیکن چونکہ حکومت کی طرف سے اشتہارات کم ہیں۔ تو میں یہ کہ دونوں کا کہ صحافت آزاد ہے اور ہم کہتے ہیں کہ صحافی حضرات کچھ تعمیر کے لئے کام کرتی ہے کوئی بھی ادارہ نہیں کر سکتا لہذا ہم چاہتے ہیں کہ صحافی حضرات کچھ تعمیری کام کریں اور اس کے لئے وہ آزاد ہیں اگر کسی نے بھی اس پابندی کی بات کی ہے تو یقیناً میں اس کو یقین بنا لی کروں گا کہ وہ مجھ سے ملے چاہے وزیر اعلیٰ ہو یا وزیر اعظم ہو میں اس کو کہ دونوں کا کہ صحافی پر آپ کوئی پابندی نہ لگائیں۔ جناب والا یعنی باعیں آج کے زیر و آور میں ذکر ہوا ہے جو میری معلومات میں تھے وہ میں نے آپ کے سامنے عرض کیا۔ ایک بات جعفر خان صاحب نے اتحادی جاں تک اسیلی کے آفیسر کی موجودگی کی بات ہے وہ ان کو معلوم ہے جس دن جس ٹھیڈ کے سوالات اور جوابات ہوتے ہیں اسی دن اسی ٹھیڈ کے آفیسر یہاں موجود ہوتے ہیں باقی آفیسر کا یہاں کوئی کام نہیں ہیں۔ مگر کوئی بجٹ کا دن یا کوئی ایسا دوسرا دن ہو تو وہاں پر اسی دن سارے

آفیسر موجود ہوتے ہیں لیکن اس سے ہٹ کر یہ لازمی نہیں ہے کہ سارے سیکرٹری یا ڈپٹی سیکرٹری ایسلی میں موجود ہوں بلکہ جس ٹھگنے کا سوال اور جواب ہو تو ان کا سیکرٹری یا ڈپٹی سیکرٹری کو یہاں موجود ہونا چاہیے۔ اور جہاں تک ایم پی اے حضرات یا فنسٹر کی بات ہے تو صراحتی سے دل بھی چاہتا ہے کہ اپ روٹگ دیں۔

سردار غلام مصطفیٰ خان ترین جناب والا۔ میرے اس پوائنٹ کا کوئی جواب نہیں دے رہا ہے کہ اس صوبے میں کسی چیز کا راست مقرر نہیں ہے اس پر گورنمنٹ کوئی اقدام کرے گی یا نہیں۔

مولانا امیر زمان (سینئر وزیر) جناب والا میں نے وضاحت کی کہ ضلع ٹیکس کا باقاعدہ شیدوں کے مطابق اس کو وصول کیا جاتا ہے۔ اگر کہیں زیادتی ہوئی ہے یا شیدوں کے خلاف یا باقی کے خلاف وہ آئندہ کے لئے نہیں ہوگا اور جہاں تک ضلع ٹیکس کی بات ہے وہ کل میں نے وضاحت کی کہ ہمارے سی ایم صاحب کراچی گئے ہیں ان سے میں نے بات کی ہے واہی پر زمیندار کے ساتھ ہم بیٹھ کر کے ضلع ٹیکس کا فیصلہ کر لیں گے کہ کیا حکومت نے لینا ہے یا نہیں جہاں تک ہم نے یہ بات کی کہ مولوی امیر زمان نے کما چونکہ پنجاب میں تحریک چل رہی ہے وہ میں آپ کے ساتھ گپ ٹپ لگا دبا تھا لیکن وہ میں نے اس بنیاد پر کی ہے کہ چونکہ پنجاب میں تحریک چل رہی ہے۔ شاید اس سے آپ کو خوشی بھی ہو اور آپ کو پسند بھی ہو۔ کہ پنجاب میں اس طرح کے حالات ہوں تو اس لئے میں نے گزارش کی کہ آپ نادرست نہ ہوں کہ پنجاب آئیں میں لا پڑے ہیں۔ جناب والا۔ اس کے متعلق کل میں نے وضاحت کی کہ ضلع ٹیکس کس طرح لگایا ہے۔ اور کس نے لگایا ہے وہ ساری تفصیل میں نے ایوان کے سامنے پیش کی۔ اب اس کی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف اس حد تک میں کہہ دیتا ہوں کہ شیدوں سے ہٹ کر جو صوبائی حکومت نے بنایا ہے اور آپ کی گورنمنٹ کے آرڈیننس میں موجود ہے اس سے ہٹ کر ہم کوئی نافرمانی برداشت نہیں کریں گے۔ اور ساتھ یہ بتاؤں کہ ضلع ٹیکس کی جو آپ نے

بات کی بنیادی طور پر وہ وزیر اعلیٰ کے آنے پر زیندار کے ساتھ بیٹھ کے ہم اس مسئلے کو حل کر دیں گے۔ اس طرح نہیں ہوگا انعام اللہ۔ اور ملکت کی بات بھی میں نے آپ سے کی کہ چودہ پندرہ تاریخ کو ہم اجلاس کر لیں گے۔ جتنی بھی تفصیل ہے سارے سامنے لاکر رکھ دیں گے چاہے کوئی نہیں ہوا ہے یا ایک تجویز جو لوکل گورنمنٹ سے آتی ہے اور وہ تجویز بھی ہم سامنے رکھ دیں گے اس پر ہم اور لوکل گورنمنٹ کے ضرر بیٹھ کے اس کا بھی ہم فیصلہ کر لیں گے لہذا ایوان کے ساتھ زیادتی آپ برداشت نہیں کرتے ہم بھی برداشت نہیں کریں گے جیسے آپ ایوان سے تعلق رکھتے ہیں ہم بھی ایسے ایوان سے تعلق رکھتے ہیں اور کچھ ایسی چیزوں میں جناب والا۔ کہ عقیدے کے ساتھ تصادم ہے کچھ ایسی چیزوں میں جو ہمارے اسلامی بنیادوں کے ساتھ اس کا تصادم ہے اس بنیاد پر ہم کچھ چیزوں کو برداشت نہیں کرتے۔ لیکن ان دونوں میں نے کہا تھا کہ کچھ چیزوں طرح ہے کہ وہ صوبائی حکومت کے اختیارات میں سرے سے نہیں ہے وہ اوپر سے لاگو کرتے ہیں جو اوپر سے لاگو کرتے ہیں اس کے لئے جتنی بھی ہو سکے ہم اس کی مزamt کر لیں گے لیکن جب ہمارا بس نہیں چلے تو وہ باہمی آپ حضرات کے سامنے بھی رکھیں گے کہ بھائی اس طرح کی بات چل رہی ہے اب آئیں اس کے لئے مشورہ کریں کہ اس کو کس طرح حل کریں۔ تو لہذا اگر ایسا مسئلہ ہو کہ وہ صوبائی حکومت کے اختیارات میں ہو اور پھر اس کا ہمارے عوام کے ساتھ انکر ہو جب بھی ہم اس کو برداشت نہیں کریں گے اور اگر اس طرح کا کوئی مسئلہ ہو کہ اس کا تعلق صوبائی حکومت سے ہو با امر مجبوری ہم پر لاگو کرتے ہیں تو وہ مسئلہ ہم آپ حضرات کے سامنے رکھ کے آپ حضرات سے مشورہ لے کر اس کو آگے چلاسیں گے۔ جیسا آپ کو معلوم ہے پہلے آپ کے سامنے رکھے ہیں وہ آپ کے سامنے آئے ہیں یہ جو کچھ گزارشات تھے میں نے آپ کے سامنے رکھ دیے اگر کوئی ایسی بات ہو کہ وہ جو میں نے کہا ہے اس سے ہٹ کر کوئی اور معلومات ہوں تو معلومات کر کے میں آپ کو بتا دوں گا اور صحیح طور پر جو حقیقت ہے انہیں کبھی نہیں چھپاؤں گا۔ انعام اللہ آپ اس پر یقین رکھیں۔ شکریہ۔

شیخ جعفر خان مندو خیل پوائنٹ آف آرڈر میں مولانا صاحب کو ڈسٹریپ نہیں کرنا چاہتا تھا ان کی بات صحیح ہے اس کی میں وضاحت کروں گا کہ جنگ اخبار کوئی کے اشتہارات اس بنیاد پر آؤتے کر دیے گئے ہیں۔ یہ کہ کیوں آپ ہمارے خلاف بات چھاپتے ہیں یہ بات ان کو بتا دی گئی ہے۔ لکھ کر دی گئی ہے اور میں یہ کہتا ہوں آج جنگ ہے کل دوسرا ہوگا اور عیرا ہوگا یہ ایک پالیسی ہوتی ہے اس کے متعلق ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ یہ پالیسی بنائیں وہ پالیسی بنائیں۔ جو ان کے منظور شدہ اشتہارات تھے وہ ایگزیکٹو آرڈر سے آؤتے کر دیے گئے۔
مولانا امیر زمان (سینئر وزیر) جناب جنگ اخبار کے صحافی یہاں ہونگے وہ مجھ سے اجلاس کے بعد میں اگر اس طرح کی ناالنصافی ہو تو ہم فوراً اس کا ازالہ کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر میر عبدالکریم خان نوشیدوانی صاحب قرارداد نمبر ۵ پیش کریں۔
چونکہ معزز رکن رخصت پر ہیں لہذا قرارداد کو موخر کیا جاتا ہے۔
شیخ جعفر خان مندو خیل اگر میں انکی قرارداد پیش کروں۔ کیونکہ وہ آج کل کیسون میں پختے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر سوالات کے لئے تو اجازت ہے مگر قرارداد کے لئے تحریری اجازت نامہ ضرور ہے۔

چونکہ میں کسی صدارت پر ممکن ہوں میری قرارداد نمبر ۲۶۔ جناب بسم اللہ خان کا کڑ پیش کریں۔

بسم اللہ خان کا کڑ جناب قرارداد یہ ہے کہ یہ الیان صوبائی حکومت سے سفارش کرنا ہے کہ وفاقی حکومت سے رجوع کریں کہ ہر ہنالی دوں مل جو کہ کافی عرصے سے بند پڑی ہے اس کو دوبارہ چلایا جائے تاکہ علاقے کے لوگوں کو روزگار پر آنے کے ساتھ ساتھ یہ مل مک اور صوبے کے کپڑے کی صحت میں اپنا کردار موثر طریقے سے ادا کر سکے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر قرارداد جو پیش کی گئی یہ ہے کہ۔
یہ الیان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے۔ کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے۔

کہ ہر نالیٰ دوں مل جو کہ کافی عرصے سے بند پڑی ہے۔ اس کو دوبارہ چلا یا جائے تاکہ علاقے کے عوام کو روزگار میر آنے کے ساتھ ساتھ یہ مل ملک اور صوبے کی کپڑے کی صحت میں اپنا کروار بھی موڑ طریقے سے ادا کر سکے۔

بسم اللہ خان کاٹر جتاب اپنیک ہر نالیٰ دوں مل ملک کے حوالے سے بخصوص بلوچستان کے حوالے سے یہ پلا ایک صنعتی ادارہ تھا جو ۱۹۳۶ء میں بانی پاکستان محمد علی جتاب صاحب کی ذاتی کوششوں سے اس پر منظوری دی گئی تھی اور اس ملک کا پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان کے دور میں رکھا گیا تھا اور اس مل نے ۱۹۵۲ء میں پیداوار شروع کی تھی اور اس وقت اس مل میں ۱۱ سو مزدور کام کرتے تھے ॥ سو لوگوں کا اس میں روزگار تھا یہ مل ۱۹۴۴ء تک باقاعدہ نفع میں چلتی رہی اور ۱۹۸۸ء تک ہر نالیٰ دوں ملن نے گورنمنٹ پاکستان کے خزانے میں اکٹم میکس اور دیگر Duties کی مدد میں تقریباً ۱۱ کروڑ روپے جمع کرائے تھے ہر نالیٰ دوں مل جیسا ان گرم کپڑوں کے حوالے سے پورے ملک میں دو مل ہے ایک لارنسپور کا ہے ایک ہر نالیٰ دوں مل تھا جس کا کپڑا یقیناً چوبیں (۱۷۲۲) ملک میں مطلب دوں مل کے حوالے سے اس کی بہت بڑی اہمیت تھی ہم کالج میں پڑھتے تھے اس وقت کالج کا ایک بخصوص کوٹ ہوتا تھا وہ اس ہر نالیٰ دوں مل سے جس کو مل جاتا تھا وہ کہتا تھا کہ میرا کوٹ ہر نالیٰ دوں مل کا ہے یہ گرم کپڑا تیار کرتی تھی اور اس کی ماہنگ پورے ملک تک بلکہ بیرونی ملک میں بھی ہر نالیٰ دوں مل کے کپڑے کی حقیقت بہت ماہنگ تھی اور ملک میں آری پولیس اور جو ہسپاں کا عملہ تھا گرم کپڑا کوٹ وغیرہ سپالی کرتا تھا۔ جس سے کروڑوں روپوں کی آمدنی ہوتی تھی ۱۰ فروری ۱۹۸۸ء کو نامعلوم وجوہات کی بنیاد پر ہر نالیٰ دوں مل کو بند کر دیا گیا اس مل کے بندے ہونے کی وجہ سے ایک تو حکومت کی کروڑوں روپوں کی آمدنی ختم ہو گئی اور دوسری طرف بلوچستان اور بخصوص ہر نالیٰ میں لوگوں میں ایک بیرونی روزگاری جو گیارہ سو افراد جو کہ ۱۱ سو گھرانوں کے کفیل تھے وہ بے روزگار ہو گئے اور یقینی بات ہے جہاں بے روزگاری پھیلتی ہے اور برسر روزگار لوگ بے روزگار ہو جاتے ہیں تو وہاں مختلف قسم کے سماجی جو مسائل ہیں وہ

جمیلیتے ہیں اور لوگوں کے ذمیں منی رخان کی طرف جاتے ہیں جتاب والا ۱۹۹۰ء میں بند ملوں کو دوبارہ چلانے کے لئے ایک کمیٹی تکمیل دی گئی جن کے چیزیں آج کے ہمارے صدر مملکت سردار فاروق احمد خان لخاری تھے ان بند ملوں میں ہرنائی دون مل بولان ٹیکسٹائل مل او تھل ٹیکسٹائل مل شہاد کوٹ ٹیکسٹائل مل لاڑکانہ شوگر مل دیر فارس پراجیکٹ شامل تھے ان ملوں میں سے بولان ٹیکسٹائل مل ایران کے حوالے کر دی گئی تھی جبکہ باقی ملوں اور پراجیکٹ کو حکومت فنڈ میا کر رہی ہے لیکن ہرنائی دون مل اور او تھل مل تاحال بند ہیں جتاب والا ہرنائی دون مل کو سب سے بڑی اہمیت حاصل تھی جس کو آپ Advantage کہیں کہ اس کا خام مال یہاں Locally Produced لوگی پروڈیوں جو اون Wool تھا وہ ہمارا لوگل اور ارزان قیمت پر دستیاب تھا اور بالکل اون Pure ملا تھا لیکن ہمیشہ سے بیوروکریٹی کی نوکری شاہی جو ہوتی تھی کہ یہاں پر لوگل اون پیسر ہوتا تھا لیکن وہ پنجاب سے پشاور یا ملک کے دوسرے حصوں سے منگلے داموں پر اون خرید کے یہاں پر لاتے تھے اور P.I.D.C کے آفسران اس میں ملوث تھے یہاں پر ہمارے ہاں ہرنائی ، چمن ، پیشمن اور سجادی وغیرہ میں اس وقت روپے فی کلو اون کی قیمت تھی لیکن یہ لوگ پنجاب اور سرحد سے ۲۵ روپے کلو اون ملنگوئے تھے لیکن اس کے باوجود یہ مل ایک اچھی شرت کا اچھا کپڑا دینے اور بست سے لوگوں کا روزگار کا ایک وسیلہ بنا ہوا تھا اس وقت بھی ہرنائی دون مل اس پوزیشن میں ہے اگر اس کو خام مال سپالی کیا جائے تو پیداوار شروع کر سکتی ہے ہرنائی دون مل میں وہ مشینی موجود ہے جس کی قیمت کروڑ روپے ہے اس لئے میں گزارش کروں گا یہ ایوان اس فلور سے صوبائی حکومت سے سفارش کی جائے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کریں کہ ہرنائی دون مل کو بغیر لفڑ اور نھسان کے بنیاد پر دوسرے ملوں اور پراجیکٹ کی طرح چلایا جائے تاکہ ہرنائی کے عوام کو اور بلوچستان کے عوام کو روزگار مل سکے اور یہاں آمدی کا ایک وسیلہ بننے مجھے امید ہے کہ یہ ایوان اس قرارداد کو منظور کرے گا۔

شیخ جعفر خان مندو خیل میں قرار داوہ بولنا چاہونگا آپ کی طرف سے بسم اللہ خان

صاحب نے جو قرار داد پیش کی ہے کہ ہر بنا تی وولن مل کو چالو کیا جائے اور بیان جو لوگ بنے روزگار ہوئے ہیں وہ دائمی برسر روزگار آئے ہیں اپنی پارٹی کی طرف سے اس قرار داد کی حمایت کرتا ہوں اور اس پر میں یہ کھاتا ہوں کہ واقعی وولن مل جو تمہی یہ ملک کے نامور ملوں میں سے تمہی کسی زمانے میں کسپڑا جو تھا یا اس کے مکمل جو تھے وہ بتیرین مکمل ملک میں تصور کے جاتے تھے۔ اس وقت جب اس کے مکمل تھے تو ایران سے سملک یا دوسرے جگہوں سے سملک کے مکمل نہیں آتے تھے تو آج بھی اگر اس کو دوسرا یہ کہ اتنا areas Remote رہوت ایریا میں یہ مل کھونے کا یا فیکٹری کھونے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بیان کے جو Raw material را میٹریل ہے تھوڑا اس میں consume ہو جائے دوسرے لوگوں کو روزگار ملے جائے سرکار اگر روزگار دے تو ٹوٹل ہی تھوڑا میں دلگھ یا روزگارنگ کی صورت میں یا ایریگیشن کے قلی کی صورت میں یا دوسرے کی صورت میں وہ سب سرکار کے اوپر بوجھ ہوگا اس صورت میں لوگ محنت نہیں کر سکتے Production بھی کر سکتے اپنی روزی بھی کماں گے کیونکہ ہر بنا تی ایک ایسا ایریا ہے میں سمجھتا ہوں بلوجھان میں سب سے پہنچاندہ ہر بنا تی ہے کیونکہ نہ بڑھ کا راستہ ہے نہ ہوائی راستہ ہے نہ کوئی ایئرپورٹ ہے نہ کوئی ٹرین جاتی ہے سبی پڑھ نہیں کس طرح جاتا ہے کس طرح آتا ہے جس سے لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ ہم اسے اسکے ہر بنا تی کے متعلق کوئی بات آئے گی ہم اس کی حمایت کر سکتے میں سمجھتا ہوں اس مل کو چالو کرنا بہت ضروری ہے ایک Privatization process بھی چل رہی ہے جس میں ہمارے Last دو سال پلے اس کا Bid آیا تھا تو وہ Bid دیتے ہے وہ ہمدردی کی بنیاد پر نہیں دیتے ہیں کہ اس کو چلائے وہ لوگ تو صرف مشیری اسکرپ کی صورت میں پہنچنے کا راست دیتے ہیں یا زمین فروخت کرنے کا راست اس پر دیتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس مل کو Privatization Process سے نکالنا چاہیے بلکہ گورنمنٹ کو جلدی چالو کرنا چاہیے تاکہ لوگوں کو روزگار بھی مل سکے۔ ایک پرانی ٹائیزیشن پر اس سے بھی چل رہی ہے۔ جس میں پہنچنے دو سال میں ایک ایسی بولی بھی آئی تھی۔ جو لوگ بڑا Bid دیتے ہیں وہ اس ہمدردی کی بنیاد پر نہیں

دیتے ہیں۔ کہ اس کو چلاتیں۔ وہ لوگ تو صرف مشیری سکرپ کی صورت میں بچنے کا راست دیتے ہیں۔ یا زمین فروخت کرنے کا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس مل کو پرائیوٹائزیشن پر اس سے بھی نکالنا چاہئے۔ بلکہ گورنمنٹ کو خود ہی چالو کرنا چاہئے۔ تاکہ لوگوں کو روزگار بھی ملے اور اس ملک کی اپنی ضروریات بھی پوری ہو سکیں۔ اگر ابتدائی طور پر اگر اس میں کوئی کام کرنے کی ضرورت ہے تو جب اربوں روپے ہر چیز پر لگتے ہیں تو یہ چند کروڑ روپے اس کے اوپر بھی لگا دیتے جائیں میں سمجھتا ہوں کہ اس سے لوگوں کو روزگار بھی ملے گا اور ملک کو اچھا کپڑا یا اچھی پرڈکس بھی دوبارہ ملیں گے۔ جس سے سلکنگ کی بھی حوصلہ ملکنی ہوگی۔

بت شکر یہ۔

مولانا امیر زمان (سینئر وزیر) جتاب میں اس کی تفصیل آپ کے سامنے پیش کروں گا دییے ہم اس قرارداد کی مہارت کرتے ہیں۔ ہر ہماری دولن مل وفاقی حکومت کے ساتھ ہے۔ اور وفاقی حکومت نے اس مل کو پرائیوٹائزیشن کمیشن کے حوالے کیا ہے۔ تاکہ اس کو پرائیوٹ پارٹی کو چلانے کے لئے دے دیں۔

لیکن دو سال قبل ہر ہماری دولن مل کا تجیہ لگایا گیا تھا۔ جو کہ آٹھ کروڑ پچاس لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ تو جب مل کو پرائیوٹ کرنے کے لئے ٹینڈر کے تو ایک پارٹی نے عین کروڑ پچاس لاکھ ٹینڈر بھر دیتے۔ اور ایک سال کے بعد وہ پارٹی نے اس کو ادھورا چھوڑ دیا۔ اور جو سیکورٹی حکومت کے گھر میں جمع ہوئے تھے۔ چھ لاکھ روپے وہ بھی انہوں نے حکومت کے پاس چھوڑ دیا۔ پھر دوبارہ اس کو ٹینڈر کیا گیا دوبارہ جب ٹینڈر ہوا تو ایک کروڑ تیرہ لاکھ کے ٹینڈر آگئے ایک کروڑ تیرہ لاکھ کا ٹینڈر ہوا۔ اب مل کی قیمت آٹھ کروڑ پچاس لاکھ ٹینڈر آگئے ایک کروڑ تیرہ لاکھ کے یہ صحیح بات ہے کہ آٹھ کروڑ کی چیز آپ ایک کروڑ میں نہیں دنے سکتے۔ تو لحاظ یہ سارا محاکمه اسی طرح ادھورا رہ گیا۔ یہ پرائیوٹائزیشن کمیشن کے پاس ہے۔ اور ہم صوبائی حکومت کی طرف سے بحث ہیں کہ ہمارے بلوچستان میں ہر ہماری دولن مل کے علاوہ اور بھی دو عین مل ہیں۔ وہ بھی اس وقت بند پڑے ہیں۔ مثلاً یہاں ایک شیل مل ہے۔ میں نے سا

ہے کہ بند کر دیا گیا ہے۔ اس لئے کہ وہ بھلی کی جو دلیچ ہے اور لوڈ ہیڈنگ ہے وہ انتہائی زیادہ ہے اب ایک دفعہ یہ چلاتے ہیں تو لوڈ ہیڈنگ آ جاتی ہے۔ جب لوڈ ہیڈنگ ہوتی ہے تو گرم کیا ہوا لوہا پھر سرد ہو جاتا ہے تو بلوجھان کے ملوں کے متعلق میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ ہمارے ساتھ نا انصافی ہے۔ جب ہم بات کرتے ہیں کہ ہمیں کارخانہ یا مل دیا جائے۔ تو کہا جاتا ہے کہ وہاں بھلی نہیں ہے۔ جب ہم بھلی کی بات کرتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ کارخانہ نہیں ہے۔ اب جو کارخانے مل موجود ہیں اس کو کیوں نہیں چلاتے ہیں۔ پنجاب اور سندھ میں آپ جاکر دیکھیں۔ قدم قدم پر وہاں کارخانے ہیں لیکن بلوجھان میں ایک دو مل ہیں۔ وہ بھی بند پڑی ہیں۔ اور ان کے لوگ بے روزگار ہیں تو سیرے کھنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کی قرارداد کی ہم کمکل حمایت کرتے ہیں۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ بلوجھان میں جتنی بھی ملیں بند پڑی ہیں۔ اس کو دوبارہ چلایا جائے اور کسی کو بھی بند نہ رکھیں۔ اور جن ملوں میں مشکلات ہیں ان مشکلات کو بھی دور کیا جائے۔

بکھر ان ملوں کے علاوہ یہاں اور بھی ملیں لگائی جائیں اور یہاں اور کارخانے لگائے جائیں۔ اگر پنجاب میں ماچن اور صابن کے کارخانے چل سکتے ہیں تو کیا بلوجھان میں نہیں چل سکتے ہیں۔ اگر پنجاب میں کوئی مل چل سکتی ہے تو بلوجھان میں نہیں چل سکتی ہے۔ تو لہذا ایک بنیادی بات ہے کہ یہ ہمارا بنیادی حق ہے۔ ہم بنیادی حق سے محروم ہیں لہذا ہم آپ کی قرارداد کی تائید کرتے ہیں۔ اور مرکزی حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ بلوجھان کو اس حق سے محروم نہ رکھا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر سردار عبدالحفیظ لوفی۔

سردار عبدالحفیظ لوفی جواب اسپیکر۔ میں آپ کی قرارداد کی کمکل حمایت کرتا ہوں۔ یہاں ایک ہر نئی مل کا سوال نہیں ہے۔ بلوجھان میں کتنی ملیں ہیں۔ ان سب کو چلایا جائے۔ اس قرارداد میں اس کو بھی شامل کیا جائے۔ تاکہ پورے بلوجھان کا فائدہ ہو۔ کیونکہ یہ بلوجھان ہمارا اپنا صوبہ ہے۔ جو اس میں بند ملیں پڑی ہوئی ہیں اور جہاں تک سینئر ذریعہ

صاحب نے ابھی بات کی ہے۔ کہ وفاقی حکومت ہمارے ساتھ یہ روپیہ رکھ رہی ہے۔ کہ بھلی بھی پوری نہیں دے رہی ہیں۔ ایک دفعہ سردار محمد اختیر ہنگل صاحب کا اخبار میں بیان آیا تھا کہ ہم لوگ گئیں بند کر دیں گے اگر وفاقی حکومت کا یہ روپیہ بنا۔ لہذا ان لوگوں کا وہ بیان کہاں تک پہنچ گیا۔ کب یہ بند کریں گے اور کب وفاقی گورنمنٹ سے ہمیں حقوق دلائیں گے۔ اس دھمکی کے تحت۔ میربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر سوال یہ ہے کہ آیا قرارداد کو منظور کیا جائے۔
(قرارداد منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی اسپیکر سردار غلام مصطفیٰ خان تین قرارداد نمبر ۳۰۰ میں کریں۔ سردار غلام مصطفیٰ خان تین۔ جناب اسپیکر قرارداد یہ ہے کہ چونکہ کلکاک اور اسکے گرد و نواحیں اس وقت صرف پی۔ٹی۔ وی (PTV) نشریات کی سولت میسر ہے۔ اور اس جدید دور میں اسی۔ٹی۔این (STN) اور پی۔ٹی۔ وی ٹو (PTV2) کی نشریات سے یہاں کے عوام محروم ہیں۔

لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ کلکاک اور اسکے گرد و نواحیں پی۔ٹی۔ وی۔ ٹو (PTV2) اور اسی۔ٹی۔ این (STN) کی نشریات ہم پہنچانے کے لئے ٹی۔ وی بوستر لگانے کا اقدام کرے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر قرارداد یہ ہے کہ چونکہ کلکاک اور اس کے گرد و نواحیں اس وقت پی۔ٹی۔ وی نشریات کی سولت میسر نہیں ہے اور اس جدید دور میں اسی۔ٹی۔ این اور پی۔ٹی۔ وی ٹو کی نشریات سے یہاں کے عوام محروم ہیں۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ کلکاک اور اسکے گرد و نواحیں پی۔ٹی۔ وی۔ ٹو اور اسی۔ٹی۔ این کی نشریات ہم پہنچانے کے لئے ٹی۔ وی بوستر لگانے کا اقدام کرے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر اس کے متعلق اگر سردار غلام مصطفیٰ تین کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سردار غلام مصطفیٰ خان ترین جناب اسپیکر۔ حقیقت ہے کہ یہ جدید دور ہے اور ٹی وی بھی اس جدید دور میں ایک اہم کروار ادا کر رہا ہے اور عوام کی ایک ضرورت زندگی بن گئی ہے۔ اور ٹی وی نشریات پر ہمیشہ دنیا کے حالات۔ اور دینی تعلیم۔ دنیا کے وہ تمام پروگرام ہمیشہ کئے جاتے ہیں۔ جو کہ عوام کے فائدے اور ان کے بھلائی کے لئے ہوتے ہیں۔ تو میں اس ایوان سے یہ گزارش کر دوں گا کہ اس قرارداد کو منظور کیا جائے۔

جناب ڈیٹی اسپیکر میر جان محمد خان جمالی

میر جان محمد خان جمالی جناب میرے دوست معزز رکن نے مجھے بات کی ہے کہ آج کل کے دور میں ایکسویں صدی کی بات کرتے ہیں۔ اور پہلیں کپلاک میں ہمیں ٹی وی نظر نہیں آتا۔ مجھے مجھ نہیں آبنا پڑتے نہیں کہ افغانستان کے اثرات پہلیں پر آگئے ہیں۔ کہ ٹی وی کو بھی کھبوں پر لٹکا دیا گیا ہے۔ اور نشریات بھی بند ہو گئی ہیں۔ ابھی تک حکومت پاکستان میں طاقت ہے اور اس کو بڑھانے اور وسعت دینے میں کوئی تحکیم نہیں ہے۔

کیونکہ آج کل کے دور میں آپ اپنے الکٹرونیک میڈیا کو نہیں پھیلائیں گے تو وہ دوسرے لوگوں کے پروگرام دیکھیں گے۔ ابھی تو ہمارے بچے کو اللہ کا نام یاد ہے۔ کہ اللہ۔ لیکن وہ "ایشور رب" جانتے لگ گیا ہے زی ٹی وی کی وجہ سے۔ اور ان کے ساتھ شانتی بھی سمجھنے لگ گیا۔ رام رام کو بھی سمجھنے لگ گیا ہے تو یہ افسوس کی بات ہے کہ کیوں نہیں خیال اتا اسلام آباد والوں کو۔ تو وہ ادھر ہی مصروف رہتے ہیں دوسرے حرکتوں میں مصروف ہیں بھائی۔ آپ سرمایہ کر کے پہنچا دہ علاقوں کا خیال کریں جو بلوجھان میں ہیں فرشتہر میں ہیں۔ ناروں ایریا میں ہیں اور ہر سچن جائیں۔ نہیں تو یہ پروگرام کرتے ہیں اور دوسری چیزیں پھیلاتے ہیں۔ گوبن نے کہا تھا کہ جھوٹ اتنا بولو کہ لوگ سچ کہجئے گلیں۔ تو انہیاں چیزوں یہ کام کر رہا ہے۔ اسی طرح جو مغربی ممالک کے چیزوں ہیں وہ بھی یہ کام کر رہے ہیں۔ اور مولانا صاحب آپ تو ان چیزوں سے اجتناب کرتے ہیں اگر دیکھیں تو وہ بڑے مشکل ہیں۔ بچوں کے ساتھ اور فیملی کے ساتھ نہیں دیکھ سکتے ہیں۔ جناب اسپیکر۔ ہم آپ کے توسط سے وفاقی حکومت سے کہنا چاہتے

ہیں کہ وی چیل کا جو ریچ پھلا بی جائے۔ چاہے تمبو ہو۔ چاہے قرال الدین کاربز ہو یا چاہے رکنی ہو وہاں پاکستانی ٹی وی کو پہنچتا چاہتے۔ نہیں دوسرے ذرائع وہاں آ جائیں گے۔ یا تو ایک ہی طریقہ ہے کہ ایران کی طرح سارے ڈش اسٹینا ختم کر دیئے جائیں۔ یا پھر ٹی وی کو افغانستان والوں کی طرح لٹکا دیا جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر جناب احسان شاہ صاحب۔

سید احسان شاہ شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ جناب والا میں قرارداد نمبر ۳۰ کی جو سردار غلام مصطفیٰ ترین صاحب کی جانب سے پیش کی گئی ہے۔ مکمل طور پر تھا میت کرتا ہوں۔ جناب والا اس وقت سوچنے کی بات ہے اکسویں صدی میں داخل ہونے کو جا رہے ہیں اور افسوس کا مقام ہے کہ ہم اپنے ملک کے کئی علاقوں میں اپنی ہی ٹی وی نشریات پہنچانے میں ناکام رہے ہیں۔ جس طرح میرے دوست جان جمالی صاحب نے کہا کہ اس وجہ سے لوگوں نے ڈش اسٹینا خریدنا شروع کئے ہیں۔ اور بجائے پی ٹی وی کے پروگرام دیکھنے کے وہ ٹی وی، ایل ٹی وی اور ڈی وی کے پروگرام دیکھنا شروع کر دیے ہیں۔

جناب والا۔ جہاں یہ ٹی وی ایک انٹرمیٹنٹ کا ذریعہ ہے۔ وہاں پر حکومت اپنے مختلف پروگراموں کو اپنے مختلف اقدامات کو اپنے عوام تک پہنچانے کیلئے ان کے پاس ایک ہی ذریعہ ہے۔ وہ ہے الکترونک سیڈیا۔ اگر حکومت نے کوئی اچھا کام کیا اگر حکومت نے عوام کی بھلائی کیلئے کچھ کیا یا حکومت عوام کو کوئی کال دینا چاہے۔ تو اس کا الکترونک سیڈیا ہے بہتر طریقہ کوئی نہیں ہے۔ پی ٹی وی والوں نے ایک سلسلہ شروع کیا تھا ری پلے سسٹر بنانے کا۔ ہمارے علاقے مکران میں بھی انہوں نے ایک دو اسٹینشن قائم کئے تھے لیکن وہ اس وقت تک فعال نہیں ہیں۔ جناب والا۔ گزارش یہی ہے کہ جو روی پلے سسٹر بنائے گئے ہیں۔ سہرا نی کر کے پی ٹی وی والے ان کو جلد سے جلد فعال کریں۔ تاکہ ان سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔ اور اس کی افادیت سے لوگ بخود مند ہوں۔ اور دوسری جناب گزارش یہ ہے کہ ہمارے کوٹ کے علاقے میں۔ اور ہمارے ساحل کے علاقے میں پی ٹی وی کی نشریات دیکھی جا سکتی ہیں۔ لیکن وہاں معمولی خرچ کے ساتھ

ان نشریات کو سارا سال دیکھا جائے گا۔ کیونکہ وہاں پر ان کی ویز آتے ہیں۔ پیٹی وی کے لیکن ان کو معمولی خرچ سے بہتر بنانے سے کم از کم مکران ڈوبین سارا کور ہو جائے گا۔ تو اس سلسلہ میں سیری گزارش ہے کہ جلد سے جلد یہ اقدامات کئے جائیں۔ اور میں اس تحریک کی بھپور حمایت کرتا ہوں۔ بسم اللہ خان صاحب کی بڑی سرمائی میں آپ کے توسط سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جواب ڈپٹی اسپیکر سردار عبدالحقیظ خان لوئی۔

سردار عبدالحقیظ خان لوئی جواب والا میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اور اس قرارداد میں یہ بھی شامل کیا جائے کہ ہمارے دی کے طبق میں ایک بوسٹر پر کام بند کر دیا گیا ہے یہ دی کی ایک واحد تحصیل ہے جس سے کوئلہ کی رائٹی زیادہ مقدار میں وفاقی گورنمنٹ کو مل رہی ہے۔ لہذا میں اس قرارداد میں یہ بھی معطی ترین کی مرخصی کے مطابق شامل کرنا چاہتا ہوں کہ دی کے لئے دی کی بوسٹر پر فوری طور پر کام شروع کیا جائے۔ تاکہ دی کے عوام کو یہ سوتی میر ہو۔ وہ واحد تحصیل ہے ایک بڑا شرہ ہے۔ لوگ اسے کاروباری انداز میں موثر طریقہ سے استعمال کر سکیں۔

جواب ڈپٹی اسپیکر جواب سردار عبدالحقیظ صاحب گزارش ہے کہ جو بھی معزز رکن جو تجویز چاہے گا۔ وہ اسے لکھ کر اسکلی سیکرٹریٹ کو پہنچائے۔ بغیر لکھی ہوئی ترمیم روڑ کے خلاف ہے۔ جواب مولانا امیر زمان صاحب۔

مولانا امیر زمان (سینئر وزیر) جواب اسپیکر! قرار داد نمبر ۳۰۰ غلام معطی خان ترین صاحب لائے ہیں اس میں میں دو باتوں کی وضاحت کروں گا۔ ایک اسلامی نکتہ نظر سے جو ہماری پارٹی کا اپنا نکتہ نظر ہے۔ اور ایک گورنمنٹ کا نکتہ نظر ہے جوں تک یہ بات ہے کہ نئی دی ہمارے ملک میں کچھ لیے گئے ہیں کہ نئی کی نشریات نہیں ہیں۔ اسلامی نکتہ نظر سے میں یہ کہنے میں حق بجا ہوں کہ وہ لوگ خوش قسم ہیں۔ کیونکہ ہمارے آج کل کے نئی دی وہ کردار ادا کر رہے ہیں جو سراسر اسلامی اصولوں کے خلاف ہیں۔ جواب والا۔ لوگ

نکیں گے کہ اس میں کیا حرج ہے۔ کہ لیٹیز ہر آگر فی وی میں ڈانس کرے اور آپ اسے دیکھیں۔
میں سمجھتا ہوں کہ اس کی مثل ایسی ہے میں ادھر ہی کالتا ہوں آپ کے منہ میں پانی کیوں آ
جاتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے اور ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دنیا میں ایڈر کی بھاری کا چرچا کیا
جاتا ہے۔ وہ اس لئے ہے کہ ہم نے اسلامی اصولوں سے ہٹ کر غیر اسلامی اصولوں کو اپنایا ہے۔
آج تو یورپیں یہ سمجھتے ہیں کہ اسلامی اصولوں کو اپنایا جائے۔ اس کا معنی یہ ہیں کہ اسلام نے جو
ہدایت چودہ سو سال پہلے دی ہے۔ وہ آج کی دنیا کے سائنس دانوں نے اور ڈاکٹروں نے
اسے ٹھابت کر دیا کہ وہ آج کی انسانیت کیلئے مفید ہے۔ تو جتاب والا۔ ہمارے فی وی پر باقاعدہ
یہودیت کا پرچار ہوتا ہے۔ اب اسلامی مملکت میں یہودیت کا پرچار فی وی کے ذریعے سے ہو
اب تجوہیں تجوہیں بچے اسے دیکھتے اور سنتے ہیں۔ اور یہ دیکھتے ہیں آج دنیا میں ہندوستان نے
کہ لوگ کیسے محرب اخلاق چیزوں میں مبتلا ہیں۔ لہذا ہمارے فی وی کا وہ کردار ہے کہ انہوں نے
اس کردار سے اسلام کو مسلمانوں کے عقائد کو مجروم کر دیا ہے۔ جتاب والا؛ افسوس کی بات
یہ ہے کہ وہ فلم جس پر دنیا کے اندر پابندی ہے وہ اپنے ملک کے بچوں اور عورتوں کو نہیں
دکھاتے ہیں لیکن اس کو پاکستان میں ہمارے بچے اور عورتیں دیکھتے ہیں۔ تو یہ کتنے بڑے
افسوس کی بات ہے۔ اس طرح کا کردار ادا کیا جاتا ہے۔ اور کچھ وقت اسلام کے متعلق بھی
بولتے ہیں۔ ایک سرکاری مولوی کو کھڑا کر کے اسلام کے وہ پسلو بیان کرتے ہیں جس سے دنیا کو
اسلام کے متعلق نفرت پھیلا رہے ہیں۔ اسلام کے دفاعی نظام کو بیان کرتے ہیں۔ اسلام کا جو
درحقیقت معاشری نظام ہے۔ یا اقتصادی نظام ہے۔ یا زمین کے متعلق نظام ہے یا میڈیا کے
متعلق نظام ہے۔ یا مذکور کیش کے متعلق نظام ہے۔ یا سیاست کے متعلق نظام ہے یا حکومت اور
رعایا کے متعلق نظام ہے۔ وہ کبھی بھی ہمارے فی وی نے قوم کو نہیں دیا ہے۔ اس کے معنی
یہ ہیں کہ ہمارے نشریاتی اوارے مسلمانوں کو اپنے نظام سے ہٹ کر دوسرے لائن پر لگاتے
ہیں۔

اسلام کا ایک پسلو نماز، روزہ، نج، زکوٰۃ، قبضہ، عذاب وہ بیان کرتے ہیں۔ جان جمالی

صاحب نے کہا تھا کہ ٹی وی کو درختوں پر لکانے کا وقت نہیں آیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ وہ وقت آنے والا ہے وہ اس کے خلاف بخلافت کر دیں گے وہ دور نہیں ہے۔ وہاں کیوں درختوں پر لکا دیا۔ افغانستان میں وہ اس لئے کہ ٹی وی کا کروار انہوں نے دکھ لیا۔ جب ٹی وی کا کروار یہ ہو پھر درخت پر لکانے کا مقصد کیا ہے۔ تو جتاب والا آپ کے ٹی وی پر محراب الاخلاق۔ جبکہ ہمارے پاس ایک خابطہ حیات موجود ہے افسوس ہے۔ ٹی وی پر باقاعدہ نماز کے لئے ڈرامہ کرتے ہیں یہ افسوس کی بات نہیں ہے۔ یہ مذاق نہیں ہے اسلام کے ساتھ۔ ہمارے کے حقوق کے لئے ڈرامہ پیش کرتے ہیں۔ عورت کے حقوق کے ڈرامہ پیش کرتے ہیں حکومت کرنے کے لئے اسلام کے Through ڈرامہ پیش کرتے ہیں۔ آپ نے اسلام کو تو مذاق بنالیا ایک ڈرامائی حیثیت سے پیش کرتے ہیں۔ یہ تو اسلام کی توبین ہے تو جتاب والا۔ جس چیز سے اسلام کی توبین ہو اس کی ہم بندی طور پر مختلف کرتے ہیں۔ جس میں ہمارے مذہب کی اجازت نہ ہو۔ اور میں یہ واضح کروں گا۔ کہ مذہب اور اسلام کوئی ترقیاتی کام کے خلاف نہیں ہے مذہب اور اسلام کوئی سائنسی چیز کے خلاف نہیں دنیا میں جو آج چرچا ہو رہا ہے کہ اسلام اور سائنس کے درمیان منافقت ہے میں واضح طور پر کہتا ہوں کہ آپ کے قرآن شریف میں وہ مثالیں موجود ہیں۔ جو آج آپ کہتے ہیں کہ ہم نے یہ ایجاد کر دیا ہے۔ تو ایجاد کے معنی یہ ہے کہ تخلیق پہلے سے ہوا ہے جب تخلیق پہلے سے ہوا ہے اور آج وہ موجود ہے لیکن وہ موجود بھی اس حد تک نہیں پہنچ ہیں جب اسلام نے ہدایت دی ہے۔ میں نے اس دن بھی کہا کہ زلزلے کے مطابق کب آئے گا اور کیوں آئے گا؟ آج کل کے دنیا کے سیاست دان اس میں خاموش ہیں لیکن اسلام نے چودہ سو سال پہلے کہا ہے اسلام نے بھی کہا ہے کہ اسلام میں اتنی قوت ہے کہ چاند کو زمین پر لا سکتا ہے اور آج ہمارے سیاست دان اور حرجارہ ہیں انسانیت میں وہ قوت ہے کہ چاند کو زمین پر لائے اور انسانیت میں وہ قوت ہے کہ سات کے سات آسمانوں کو عبور کر کے بیت المامور تک پہنچ گیا۔ اور وہیں پر اللہ کی ہدایات ہیں کہ دنیا میں زور آور چیز آئیں ہے۔ لہا ہے اس کے بعد پانی اور ہوا ہے۔ اور سب پر زور آور انسان

ہے آج ہم دیکھتے ہیں کہ ایک گاڑی میں یہ موجود ہے اور انسان ایک انگلی سے اس کو کاٹ کرنا ہے۔ تو جتاب والا اس بنیاد پر اسلام کے متعلق اس پر مغرب الاخلاق چیزیں آتی ہیں اور ہم اس کی بھرپور مذمت کرتے ہیں اور حکومت سے پاکستان سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ مغرب الاخلاق چیزیں میں ہندوستان کے ڈراموں کو نمائشوں اور ناچوں کی کیا ضرورت پڑی۔ تو خاطرہ ہم اس ترمیم کے ساتھ ٹوپی پر مغرب الاخلاق جتنی بھی اشیاء ہے اور جتنی بھی چیزیں اسلام کے مخالف ہیں اس کو ختم کیا جائے نہ تو ہم ترقیاتی کام کے مخالف ہیں نہ ترقیاتی کام کی ہماری حکومت مخالف ہے۔ اور نہ اسلام اس کا مخالف ہے ترقیاتی کام جتنے بھی ہو سکے وہ ہوں۔ ملکریہ۔

جواب ڈپٹی اسپیکر جناب بسم اللہ خان کاکڑ۔

بسم اللہ خان کاکڑ جناب اسپیکر! مصطفیٰ خان ترین کی طرف سے پیش کی جانے والی قرارداد نمبر ۳۰ کے بارے میں عرض کروں گا۔ کہ شاید ہمارے سینئر فسٹر صاحب نہیں سمجھے کہ اس میں وہ کیا ہے؟ ہم ہر جگہ پر یا آپ جس جگہ بھی بے جا پاندیاں لگائیں گے۔ لوگوں کو محروم رکھیں گے تو دوسرے ست دیکھیں گے مصطفیٰ خان نے پاکستان نیٰ وی اور پی نیٰ نوکی بات کی ہے اور ایس نیٰ این کی بات کی ہے اور اس حوالے سے کی ہے کہ اس کے نہ ہونے کی وجہ سے سے ڈش اٹھیتا گئے ہیں اور پھر دنیا کے مختلف ممالک کے جرات۔ جیسے اس دن مولانا اللہ داد خسیر خواہ نے کہا ہے کہ دین میں کوئی چیز نہیں ہے جہاں بھی آپ کوئی چیز کریں گے۔ لوگ دوسرے ذرائع کی طرف دیکھیں گے۔ اور پھر ہمارے پاکستان نیٰ وی کے بارے میں ایک لطیفہ بت مشور ہے مجھے امید ہے آپ اس کو ماہینہ نہیں کریں گے کہ ایک نیٰ وی رکھنے والے بندے نے پاکستان نیٰ وی کو لکھا کہ میں اس کو جس لکھنک کے پاس لے جاتا ہوں وہ خرابی دور نہیں ہو رہی ہے میں چاہتا ہوں آپ سیری مدد کریں۔ تو انہوں نے کہا آپ کے نیٰ وی میں کیا خرابی ہے؟ اس نے کہا کہ سیرے نیٰ وی میں شاید کوئی مولوی صاحب پھنس گئے ہیں۔ جب بھی میں نیٰ وی کو آن کرتا ہوں اس پر مولوی صاحب آ جاتے ہیں۔ پاکستان کی

لی وی میں تو ایسی چیز نہیں ہے جس پر یہ لوگ یہ حکوم کرتے ہیں کہ اب بھی تفریخ کے
حوالے سے پروگرام کم ہیں۔ بلکہ زیادہ تو دینی حوالے سے پروگرام آتے ہیں اب یہ اور تعریف
ہے کہ سرکاری ملاں۔ اور دوسرا ملاں سرکار چلتا ہے وہ تو علماء ہونگے۔ اس سے بھیں یہ مسئلہ
نہیں ابھرتا کہ یہاں کوئی فحاشی ہو ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ نبُی وی کی نشریات کو پھیلایں۔ لوگوں
مک پھیلائیں۔ اگر آپ نہیں پھیلائیں گے تو جس جگہ نبُی وی نہیں ہوتی ہے آپ محدود رکھیں
گے جن گھروں میں نبُی وی نہیں ہوتے ہیں ان کے بچے جاکر ویدیو دیکھتے ہیں اگر وہ پاکستان نبُی
وی ہو تو اپنی والدہ کے ساتھ اپنے والد کے ساتھ اپنے بھائیوں کے ساتھ ایک ساتھ بیٹھ کر یہ
پروگرام دیکھ سکتے ہیں۔ یہ تو اپ ان خراہیوں کو جنم دیں گے۔ اس لئے میں سردار خیل لونی
صاحب کی جو ترمیم ہے کہ جہاں پر یہ سولت نہیں ہے۔ جہاں پر نہیں یہ سولت اپنے
محاضرے اور اپنے بچوں کو ظلط منفی جانے سے روکنے کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ اس
پروگرام کی سولت عوام کو مہیا کی جائے۔ میں سردار مصطفیٰ خان ترین کی اس قرارداد کی
حمایت کرتا ہوں۔ تحریر یہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر جن جن علاقوں میں نبُی وی بوسڑ کا کام جاری ہے۔ اس کو مکمل
کرنا اور چلانا اس طبقے کی اپنی ذمہ داری ہے۔ جاری اسکیمات کی باہت قرارداد نہیں پیش کی
جاسکتی۔ لہذا یہ قرار داد خلاف طابت ہے۔

شیخ جعفر خان مندو خیل جتاب آپ کیسی روشنگ دیتے ہیں؟ صرف مولانا امیر زمان
صاحب نے مخالفت کی ہے۔ آپ نے اس کو خلاف طابت قرار دے دیا؟ اسپیکر صاحب یہ
وضاحت کریں کہ آپ نے قرارداد مسترد کر دی ہے یا ترمیم مسترد کر دی ہے یہ الگ بات ہے۔
میر محمد عاصم کرو اسپیکر صاحب ذرا وضاحت کریں کیا فرمابے تھے۔

میر جان محمد خان جمالی ہاں ترمیم مسترد کر دی ہیں۔ جو بنیادی قرار داد ہے اس پر
آپ رائے لے لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر یہ قرارداد جو عبد الحفیظ صاحب نے اس میں ترمیم چاہی ہیں۔ یہ

چونکہ سب جاری اسکیمات ہیں۔ روپز کے مطابق اس کے متعلق قرار داد نہیں آ سکتی۔ لہذا میں اس قرار داد کو سرے سے ہی مسترد کرتا ہوں۔

(باہمی گفتگو)

جناب ڈپٹی اسپیکر آپ روپز کے مطابق بات کیجئے۔

سید احسان شاہ نہیں جتاب کس روپل کے تحت مسترد کئے ہیں اور یہ بھی آپ جائیں کہ قرار داد مسترد کئے ہیں یا تراجمیں مسترد کئے ہیں؟

میر جان محمد خان جمالی وہ غیر اسلامی بات ہو جائے گی۔

سید احسان شاہ کیوں غیر اسلامی بات ہو جائے گی؟

(ارکین کی آئیں میں گفتگو)

جناب ڈپٹی اسپیکر یہ ساری قرار داد جو ہے یہ اسی ترقیاتی اسکیم سے متعلق ہے اگر سردار عبدالغفیظ صاحب لوئی کی ترجمیں دوبارہ ہم۔۔۔

میر محمد عاصم کرو ایک مرتبہ آپ نے روپلگ Ruling دیدی پھر دوبارہ آپ روپلگ نہیں دے سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر تو ہم نہیں چھوڑیں گے اسکو۔

سردار غلام مصطفیٰ خان ترین نہیں جتاب والا یہ کیسے ہو سکتا ہے آپ رائے لیں۔

میر جان محمد خان جمالی جتاب اسپیکر صاحب، ایک گزارش ہے کہ وہ جو قرار داد ہے مصطفیٰ ترین صاحب کی وہ ایک علیحدہ حیثیت رکھتی ہے جو تراجمیں دی ہیں لوئی صاحب کی وہ Accept نہیں ہو رہی ہے تو آپ قرار داد پر مرمانتی کر کے رائے لے لیں ایوان سے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر یہ ترجمی بھی اسی طرح کی ترجمی ہے جس طرح کہ یہ قرار داد ہے۔ یا تو پھر سب کو مسترد کر دیں یا پھر سب کو۔۔۔

میر جان محمد خان جمالی جتاب اسپیکر گزارش ہے کہ قرار داد کی علیحدہ حیثیت ہے۔

جو انہوں نے اپنی طرف سے تقریر کے دوران ترمیم دی ہے وہ نہیں لاگو ہو سکتی اسکو آپ مسترد کر دیں قرارداد کو آپ لے آئے ہیں رائے شماری کرنے کے لئے۔

سردار عبدالحفیظ لونی جتاب اپنیکر میں اپنی ترمیم والیں لینا چاہتا ہوں۔ آپ اس قرارداد کو منظور کر دیں میں اپنی ترمیم والیں لیجا ہوں۔

میر جان محمد خان جمالی بس صحیک ہے۔

سردار عبدالحفیظ لونی میں لکھ کر کے دوں گاکہ میں اپنی ترمیم والیں لیجا ہوں۔

میر محمد عاصم کرو پوائنٹ آف آرڈر جتاب اپنیکر اجازت ہے ؟ پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جتاب ڈپٹی اپنیکر سوال یہ ہے کہ آیا قرارداد کو منظور کیا جائے۔

میر محمد عاصم کرو نہیں اس پر آپ نے روٹنگ دی ہے مولانا صاحب ابھی آپ آگے چلیں قرارداد نمبر ۲۳ پر چلیں۔ اس پر تو فیصلہ ہو چکا ہے آپ نے روٹنگ دیدی ہے۔

جتاب ڈپٹی اپنیکر میرا اعتراض یہ تھا کہ سردار عبدالحفیظ لونی صاحب کی جو ترمیم ہے وہ بھی جاری اسکھیم ہے اور یہ بھی تو کیا وجہ ہے کہ ہمارے سے

بسم اللہ خان کاکڑ جتاب اپنیکر آپ قرارداد کے الفاظ پڑھیں اس میں مطالبہ ہے کہ بوسرٹ کیا جائے۔ بوسرٹ ہی نہیں ہے۔ یہ نہیں ہے کہ جو لوگ بنا ہے اس کو۔ وہ ایک مطالبہ ایک سفارش کی گئی ہے کہ بوسرٹ کا اقدام کیا جائے۔ وہ جاری نہیں ہے۔

جتاب ڈپٹی اپنیکر تو سردار عبدالحفیظ خان صاحب نے اپنی ترمیم والیں لے لی۔

بسم اللہ خان کاکڑ انہوں نے اپنی ترمیم والیں لے لی جو جس صورت میں سردار مصطفیٰ خان ترین نے پیس کیا ہے اس کو آپ یا منظور کرائیں یا آپ رائے شماری کروائیں۔

سردار عبدالحفیظ لونی جتاب اپنیکر اصل میں یہ ہے کہ صرف جمعیت والوں نے اس کی مخالفت کی ہے۔ اس لئے جو ہے ابھی وہ دوسروں کی روٹنگ نہیں سن رہے ہیں میرے خیال میں۔

مولانا امیر زمان (سینر وزیر) جناب اپنیکر صاحب ایں نے جو ترمیم دی ہے وہ میں نے والیں نہیں لیا ہے لہذا آپ اس کو بے شک اس قرار داد میں شامل کریں اور یہ بات جو ہو رہی ہے کہ "جمعیت نے اس بات کی خلافت کی" نہیں۔ جمعیت نے اپنے لئے نہیں کیا ہے امیر زمان کے گھر میں نہ لٹی دی ہے نہ انشاء اللہ آئے گا۔ ان باتی حضرات کی اور بلوچستان پر رحم کرتے ہوئے میں نے یہ وضاحت کی ہے یہ امیر زمان پر رحم کی بات نہیں ہے امیر زمان کے بچے جب بڑے ہو جائیں گے تو پھر اسکا اپنا کام ہے امیر زمان کے گھر میں نہ لٹی دی ہے اور نہ انشاء اللہ آئے گا۔ جہاں تک میں نے جو تجاویز دی ہیں میں نے جو ترمیم دی ہے اسکو میں نے والیں نہیں لیا ہے جہاں تک حقیقی صاحب کی بات ہے اس نے والیں لے لیا ہے اب بے شک آپ اس پر دونگ کرتے ہیں یا روٹگ دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپلیکر سوال یہ ہے کہ آیا قرار داد کو اصلی شکل میں منظور کیا جائے؟ جو اس قرار داد کے حق میں ہیں وہ "ہاں" کہیں ۔۔۔ جو اسکی خلافت میں ہیں وہ "نہ" کہیں ۔۔۔ جو اسکے حق میں ہیں وہ اپنا ہاتھ انٹھائیں ۔۔۔ اور جو اسکی خلافت میں ہیں وہ اب اپنا ہاتھ انٹھائیں ۔۔۔ لہذا قرار داد منظور ہوئی۔

(قرار داد منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی اسپلیکر سردار عبدالحقیق صاحب آپ ذرا ثانیگی سے رہیں۔ مشترکہ قرار داد نمبر ۱۲ جناب عبدالرحیم خان مندوخیل اور سردار غلام مصطفیٰ خان ترین پیش کریں۔ سردار غلام مصطفیٰ خان ترین یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ جیسے کہ حکومت سندھ نے اپنے سیکریٹسٹ ملازمین کو ۱۹۸۸ء سے مکان کرایہ رکوزیشن Requisition کی بنیاد پر دے رہے ہیں اسی طرح وفاقی حکومت نے بھی پانچ بڑے شروع یعنی کراچی، لاہور، اسلام آباد، پشاور اور کوئٹہ کے ملازمین کو یہ سولت دے رکھی ہے۔ لہذا حکومت سندھ اور وفاقی حکومت کی طرز پر صوبہ بلوچستان کے سیکریٹسٹ ملازمین کو بھی مکان کرایہ رکوزیشن دیئے کی منظوری دی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر قرارداد یہ ہے کہ یہ الیان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ جیسے کہ حکومت سندھ نے اپنے سیکریٹ ملازمین کو ۱۹۸۸ء سے مکان کرایہ ریکوزیشن Requisition کی بنیاد پر دے رہی ہے اسی طرح وفاقی حکومت نے بھی پانچ بڑے شرکوں یعنی کراچی، لاہور، اسلام آباد، پشاور اور کوئٹہ کے ملازمین کو یہ سولت دے رکھی ہے۔ لہذا حکومت سندھ اور وفاقی حکومت کی طرز پر صوبہ بلوچستان کے سیکریٹ ملازمین کو بھی مکان کرایہ ریکوزیشن دینے کی منظوری دی جائے۔ اب مصطفیٰ خان صاحب اس پر کچھ بولنا چاہے گا؟

سردار غلام مصطفیٰ خان ترین جتاب اسپیکر حقیقت یہ ہے کہ قرارداد اس بنیاد پر بھی لائی گئی ہے کہ موجودہ وزیراعلیٰ صاحب اس وقت حزب اختلاف میں تھے جو کہ انہوں نے ایک سوال کیا تھا اور اسکے جواب میں انہوں نے یہ تسلی دی تھی کہ یہ سندھ گورنمنٹ سے پوچھا جائے گا اور اسکے بعد اس پر کوئی فیصلہ دیں گے۔ جتاب والا یہاں حقیقت یہ ہے کہ ہمارے سیکریٹ ملازمین سب بے گھر ہیں اور ان کی تجوہ اتنی نہیں ہوئی کہ وہ یا کرایہ کے مکان میں رہ سکیں اور جہاں تک کہ پانچ ہزار ملازمین سرکاری مکان نہ ہونے کی وجہ سے وہ کرانے کے مکان میں رہتے ہیں اگر حقیقت میں اسکو دیکھا جائے تو یہ ایک بڑا مسئلہ ہے اس سے گورنمنٹ پر یقیناً بوجھ آئے گا۔ حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کا بھی ہمیں کچھ سوچا چاہئے کہ ان کے بچوں کا گزارہ کس طرح ہوتا ہے۔ یہاں پر ہم لوگ کہتے ہیں کہ ہم لوگ کرپشن ختم کریں گے۔ لیکن کرپشن کس وقت ختم ہو سکتی ہے؟ کرپشن اس وقت ختم ہو سکتی ہے کہ انسان کی زندگی کی ضروریات پوری ہوں اور یہاں ہم لوگ جو کہ سندھ گورنمنٹ اس وقت دے رہی ہیں اگر بلوچستان کی گورنمنٹ اسی طرز سے ان ملازمین کو دے تو میرے خیال میں یہ ایک اچھا قدم ہوگا اور ان ملازمین کے لئے جو کہ اپنے گھر کے لئے پریشان بال بچے ان کے پریشان یعنی یہ تو ہم لوگوں کو سوچتا چاہئے کہ اسکے اس غم میں ہم لوگ یہ قدم انخاصیں اور انگلی یہ مشکلات دور ہو جائیں تو یقیناً وہ لوگ پریشانی سے نجات حاصل کر سکیں گے اگر اس پر ہم لوگ نہیں سوچتے اور

ہم اس طرح سوچتے ہیں کہ یہ گورنمنٹ پر بوجھ ہوگا تو یہینا گورنمنٹ پر تو بت بوجھ ہے لیکن دوسری طرف انکی پریشانی کو بھی آپ دیکھیں انکا آپ مسئلہ حل کریں ان کے بال بچے ان کی کیا تجوہ ہوگی اتنی ہوگی کہ وہ زیادہ سے زیادہ وہ اپنے سرچھانے کے لئے کوئی جگہ پیدا کرے تو میں اس ایوان سے یہی گزارش کروں گا کہ ان کی اس مشکلات ان کے بال بچوں کی اور اس کی زندگی کے غم کو کم کرنے کے لئے اس بل کو پاس کیا جائے اور خاص کریں بسم اللہ خان اور جمالی صاحب سے یہی عرض کروں گا کہ وہ اس پر ایک اچھی سی دلائل دیں اور اس قرارداد کی حمایت میں کچھ کریں۔ میربانی۔

میر جان محمد خان جمالی یہ اسی طرح ہے کہ ایک دکیل کے دو اور کم ایک ہی ساتھ ایک ہی پلینی Please کرنا۔ جتاب اپنیکر صاحب آپ نے بھی بہت سا ہے اور آپ بھی حقیقت سے بخوبی علم رکھتے ہیں کہ جدھر جائیں اوپر کی آمدی کا ذکر ہوتا ہے ذی۔ سی کے دفتر میں چلے جائیں اوپر کی آمدی ہے کھنز کے دفتر میں چلے جائیں اوپر کی آمدی ہے C&W کے ٹینڈر جو ہمیتح کے ہو لو جو کیش کے ہو Acceptance کی بات ہوتی اسی فلور آف دی ہاؤس پر ذی۔ سی کا قاصد بھی مضبوط ہوتا ہے S.D.M کا قاصد بھی مضبوط ہوتا ہے سپرینڈنٹ اور زیادہ مضبوط ہوتے ہیں۔ صاحب اگر اچھا ہے تو بسیچارہ صاحب کو پڑتے نہیں لگتا ہے کہ یئچے والوں نے دوکان کھولی ہوئی ہے۔ مصیبت یہ ہے جتاب اپنیکر ہم خود ایسے حالات پیدا کر لیئے ہیں کہ لوگ مجبور ہو جائے اور اوپر کی آمدی کی طرف رواں دواں ہو جائے یہ نہیں سوچتے کہ اوپر کی آمدی کے آنے سے گھر کی برکت چلی جاتی سے بیماری آ جاتی ہے اور ایسے بت سی برائیاں آ جاتی ہیں جن کو ہم سمجھ نہیں پا رہے ہیں لیکن وہ مجبوریاں مادی مجبوریاں اتنی حاوی آ گئی ہیں کہ انسان کے گھر میں بنت ہی مشکل ہو گیا ہے اس کا تو پھر جتنا بڑا مشکل ہو گیا ہے اس طریقے سے آپ اس ایوان کے طاز میں اس اسلامی کے سیکرٹریٹ کو موقع دے رہے ہیں کہ وہ ایک حلal جائز طریقے سے اپنے بھری کر سکیں اور اس میں میں سمجھتا ہوں کوئی رکاوٹ نہیں ہوئی چاہئے نہیں تو پھر آج کل تو تھاں پولیس میں گھنٹے ڈیوٹی دیتی ہے پھر وہ سمجھتا ہے کہ میں

تختواہ میں گزارہ نہیں کر سکتا تو اس کے باقی میں جو آئے وہ باقی مارتا رہتا ہے یہ سوسائٹی کی حقیقتیں ہیں تو میں اس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں کہ جیسے دوسرے صوبوں میں جناب اپسیکر کوٹ منگا ترین شربن چکا ہے کرایہ پر مکان یہ تو ہمارے چھوٹے اہلکار ہے اچھے بھلے میں، ایکس گرینڈ کے آفیسر کو صحیح مکان نہیں ملتے اسی طرح آپ کراچی میں جائے کراچی میں اسیں بھی بس سکتا ہے اور غریب بس سکتا ہے۔ اسلام آباد میں غریب کے لئے بھی گنجائش ہے منگا ترین شرب ہے لاہور میں بھی ہے کوئٹہ ایسا شربن گیا ہے کہ جہاں ایک عام سرکاری ملازم کے لئے جتنا بعد شرپوں کے بڑا مشکل ہو گیا ہے۔ بد بختنی ہے ہماری سماجی ماحدیہ پیدائشیوں کا شربن گیا تو ہم جائز طریقہ دے رہے ہیں ان لوگوں کو آرام و سکون اور ثانیتی سے لوگ اپنے گھروں میں رہ سکیں اور ایک Facility avail کر سکیں جو دوسرے صوبوں میں ہے یہ نہیں کہ سب سے پہلے ہم شروع کریں تو اس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔

شیخ جعفر خان مندو خیل جناب اپسیکر basic requisition کا مقصد یہ ہے کہ سرکاری ملازم کو یا تو سرکاری مکان الٹ ہوتا ہے پھر اس کو باؤس رہنٹ نہیں ملا۔ جس کو سرکاری مکان نہیں ملا ہے تو پھر اس کو تختواہ کا ایک حصہ پر شیخ کے حساب سے باؤس رہنٹ ملا ہے جو یہ قرار داد لائی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ کوئٹہ میں جو مکانوں کے کرائے ہیں وہ آج کل اتنے زیادہ ہے کہ وہ پر شیخ اس کو پورا نہیں کر سکتا اگر کسی ملازم کو ۱۰۰ روپے یا ۱۵۰ روپے باؤس رہنٹ کے طور پر ملا ہے تو بارہ سو یا پندرہ سو روپے میں اس کو مکان کرائے پر نہیں ملا ہے تو اس کے لئے مقابل یہ رکھا گیا ہے کہ رکوزیشن کیا جائے مطلب رکوزیٹ کیا جائے تو پھر اس کی گورنمنٹ سے منظوری لیا جائے کہ اگر بارہ سو میں نہیں آتا ہے تو دو ہزار میں کر دیں تو وہ اس کا رکوزیشن ہوتا ہے۔ اسیکل رکوزیشن اس کو کہتے ہیں یہ بڑے شروں کے ملازمین کے لئے یہ سولت ہوتی ہے کیونکہ ثوب میں شاید کسی کو پندرہ سو میں مکان ملیں کوئٹہ میں پندرہ سو میں مکان نہیں ملا تو وہ جو اصل ایک مالیت ہوتی ہے کرائے کی اس کی منظوری دی جاتی ہے اجازت دی جاتی ہے کہ بھائی ٹھیک ہے آپ کو اس Shape میں پورا

نہیں ہوتا ہے تو وہ زیادہ کرایہ کی اجازت دیتا ہے اس کو رکوزیشن کہتے ہیں یعنی کہ اصل مالیت
جو کرانے کی ہے وہ گورنمنٹ ادا کرتی ہے۔ اس سے بلاتر کی اس کی ہاؤس ریٹ کی رقم کتنی
بنتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ کوئی میں آج کل یہ حالت بن گئی ہے کہ یہاں آپ کے سرکاری
ملازمین کو مکان ملا بڑا مشکل ہو گیا ہے بلکہ آپ کدھری بھی جائے چھوٹا سا اگر ایک کواٹر ہو گا وہ
چار، پانچ ہزار سے کم نہیں ہو گا میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف سیکرٹریٹ ملازمین کو بلکہ کوئی شر
میں یا اس اسکلی کے ملازمین کا حق بنتا ہے اور کوئی شہر میں جو دوسرے ملازمین رہتے ہیں
ان کا بھی حق بنتا ہے یہ ان سب کا حق بنتا ہے تاکہ وہ کم از کم اپنا گھر تو بنا سکیں یا کوئی
ملازم جس کا کوئی ٹرانسفر ہوتا ہے اس کی تحریک سارے کا سارا مکان کے کرانے میں نہیں
جائے بلکہ جو تحریک وہ بھی جائے اور مکان کا کرایہ اس سے الگ ہو جائے اور رکوزیشن کی اجازت
ہونی چلتی ہے کیونکہ کسی بھی صورت میں اگر گورنمنٹ کے وسائل میں ہو تو میں اس کی محاذیت کرتا
ہوں پہلے ترمیم اس وجہ سے پیش نہیں کروں گا کیونکہ ہر قرارداد میں ترمیم پیش کر کے اس کا حل
ہم لوگ بگاؤ دیتے ہیں پہلے اس تجربہ کو ہم لوگ کرتے ہیں کہ سیکرٹریٹ کے ملازمین کو دیا
جائے سینکڑا اس کے بعد پھر دوسرے کوئی شہر میں جو پچاس ہزار ملازمین ہیں ان کو بھی ہم
لوگ اسی طرز پر سولت اگر دے سکیں تو ان کی کم از کم یہ پریلائی تو ختم ہو جائیگی کہ میں نے
رہتا کمال ہے اور کس مکان میں رہتا ہے تو یہ سرکاری کوارٹر جو آج کل نہیں بن رہے ہیں
کیونکہ کافی عرصے سے پہلے یہ ہوا تھا کہ سرکاری ملازمین کے لئے کوارٹر بناتے تھے اور ان کے
لئے بنگلے بناتے تھے تو جتنے ملازمین ہوتے تھے تقریباً وہ اس میں بیٹھنے ہو جاتا تھا آج کل کافی وقت
سے یہ بنگلے بنانا یا کوارٹر بنانا گورنمنٹ نے ترک کر دیا ہے یا گورنمنٹ کے پاس اتنے فنڈز نہیں
تو ازاں اکشہریت جو ہیں وہ سرکاری ملازمین کی وہ پرائیویٹ مکان کرانے پر لیکر رہتے ہیں اس
کرانے کا روپ اتنا ڈسٹریب ہو گیا ہے کہ ان کو جو ہاؤس ریٹ تحریک میں ملا ہے اس میں وہ پورا
نہیں ہوتا رکوزیشن کا مقصد بھی یہ ہوتا ہے کہ اس سے اور پر بھی کوئی چیز آجائے خرچ آ
جائے اگر ہاؤس ریٹ ۲۰۰ روپے بنتا ہے مکان ۳۰۰ ہزار روپے پر ملا ہے تو گورنمنٹ ایڈیشنل

ایک ہزار بھی اس کو اجازت دے دیتی ہے اور اس کی وہ بھی کو پورا کر دیتی ہے اس طریقے سے کوئٹہ کے ملازمین کی میں سمجھا ہوں یہ مشکلات حل ہو جائیگی اس قرارداد کی میں حمایت کرنا ہوں۔ یہ صحیح قرارداد ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر جاتب بسم اللہ خان کاکڑ۔

بسم اللہ خان کاکڑ جاتب اسپیکر ہم جب بھی قرارداد میں کرتے ہیں اس کے دو پہلو ہوتے ہیں یا تو حقیقتاً ہم چاہتے ہیں کہ یہ چیز ممکن ہے اور ہمیں اپنے ملازمین کے لئے یہ چیز لینا چاہتے دوسری بات یہ ہوتی ہے کہ ہم صرف یہ ملائمات کروائے کہ جی ہم تو ملازمین کے ہمدرد ہیں اور وہ جو گورنمنٹ پنجپر بیٹھیں ہیں وہ اس کے حق میں نہیں تو سردار مصطفیٰ خان یا عبدالرحیم خان مندو خیل نے جو قرارداد میں کی ہے ان کے حوالے سے تو مجھے وہ نہیں ہے جعفر خان مندو خیل صاحب جو کہ وزیر خزانہ رہ چکے ہیں جن کو سب پڑھے ہے جنہوں نے اپنے دور میں یہ بھی کیا کہ آج بھی ہمارا ۹۷ فیصد بجٹ نان ڈیلپٹ پر جاتا ہے وہ بھی کافی عرصے سے ملازمین کے لئے مختلف حوالے سے کچھ الاؤنس تھی جس کو بھی کٹ کرنے کی ان کو ضرورت ہوئی ایسے شخص جب پھر قرارداد کی حمایت میں بولنے لگتے ہیں تو تھوڑی سی کوفت ہوتی ہے کہ آپ کو سب کچھ پتہ ہے آپ نے جن ملازمین کے الاؤنس کاٹ چکے ہیں وہ بحال نہیں کر سکتے جو عرصے سے ان کو مل رہے تھے آپ ایک نئی چیز کو تھیڑ رہے ہیں اس کو خوبصورت لہادہ اور کر کس کے پاس کیا تھیں ہے کہ وہ کہہ رہے کہ ان کی کرپشن سے بالائی آمدی سے جان صاف ہو جائیگی۔

میں کہتا ہوں کہ ایک آدمی جا کے اگر وہ کسی مکان مالک سے دو ہزار روپے کا مکان لیتا ہے لیکن واپسی میں ایگر میٹ کر کے کہ جی یہ چار ہزار کا ہے اور رکوزیشن کریں وہ مالک مکان کے ساتھ اس کا ایگر میٹ ہو کہ یہ مکان چار ہزار کا ہے اور درحقیقت وہ دو ہزار کا ہو گا میں صرف اپنے دوستوں سے جو یہاں بار بار کہتے ہیں کہ جی ہم نے سب اپوزیشن اور اقتدار سے ہٹ کے بلوجھستان کے مخلافات اور بلوجھستان کے وسائل میں رہتے ہوئے کوئی آپ کو یہاں پے ایسا

ممبر نہیں ملے گا جس کو ملازمین سے بالخصوص جو پچھے درجے کے ملازمین یا غریب لوگوں سے ہمدردی نہیں ہو لیکن ان امکانات میں Already جب آپ ۶ فیصد بحث نان ڈولپٹ میں ان امکانات میں رہتے ہوئے جو بھی قرارداد میں کرنا ہو جو بھی کسی سے ہمدردی ہو تو دوست عملہ بھی یہ ثابت کریں اور مجھے اس کی حمایت کرنے سے پیش کرنے سے کوئی گہ نہیں ہے لیکن جعفر خان کی طرف سے اس کی حمایت کرنے پے مجھے خصوصی گہ ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ملازمین کے ہمدردی کے لئے بالکل سوچا جانا چاہئے بالکل ایک راستہ نکالنا چاہئے ۔ لیکن ایسے پوزیشن میں گورنمنٹ کو ڈالنا میں سمجھتا ہوں میں جعفر خان سے گہ بھی کروں گا اور اس وقت یہ قرارداد پاس کرنے کی ہیں ۔ آج کی حالات میں جب کہ ہمارے پاس اپنے وسائل کی صحیح وہ نہیں ہے اور اس مقصد کے لئے ایک کمیٹی بھی بنی ہے کہ وہ سرکاری ملازمین کے مراءات میں ان کا تعین کرے اور یکسانیت پیدا کریں تو جب تک وہ کمیٹی کی روپورث آتی ہے کہ ہمارے پاس کتنے وسائل ہے اس وقت تک میں اس قرارداد کی حمایت کا خلاف ہوں ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر مولانا امیر زمان صاحب۔

مولانا امیر زمان (سینئر وزیر) جناب اسپیکر بحیثیت گورنمنٹ کی طرف سے بسم اللہ صاحب نے وضاحت کر دی میں تھوڑی ہی یہ وضاحت کر دوں گا کہ حقیقت یہ ہے کہ ہم ملازمین میں سے ہیں اور ملازمین ہم میں سے ہیں ہم اور ملازمین ایک دوسرے سے جدا نہیں ہے لیکن بلوجھستان کے وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم وہ قدم اٹھائے کہ کل ہمارے لئے اور بلوجھستان کے لئے مشکل ہے ہو جناب اسپیکر آپ کو یاد ہو گا ۱۹۹۳ء میں ۷ بجسی الاڈنس منظور ہوا ۔ تو پھر اس کے بعد پہنچ نہیں اس حکومت کی کیا مجبوری ہوئی ۱۵ فیصد اس نے کاث دیا جام کر دیا پھر وہ جو کچھ تھے وہ بھی میرے خیال میں فیکس کر دیا کچھ وسائل تو انہوں نے ادھر اور ہر کر دیا اب بلوجھستان میں ایک ہی مسئلہ نہیں ہے قلات اسٹیٹ الاڈنس کا بھی مسئلہ ہے سیکرٹریٹ الاڈنس کا بھی مسئلہ ہے ۷ بجسی الاڈنس کا بھی مسئلہ ہے اور IIII الاڈنس کا بھی مسئلہ ہے تو یہ جتنے بھی ملازمین کے وسائل میں ان تمام وسائل کے لئے گورنمنٹ نے ایک کمیٹی بنائی ہے کہ وہ

ملازمین کے تمام مسائل کو اکٹھا کر کے اس کے لئے ایک ایسے حل طلاش کریں تاکہ ملازمین کے لئے کوئی مشکل نہ ہو اور نہ گورنمنٹ کے لئے اور ہم نے ملازمین سے درخواست بھی کی ہے کہ آپ حضرات کے چند مشکلات ہیں وہ کمیٹی کے پاس جمع کریں تاکہ جلد از جلد آپ کے مسائل پر ہم غور کریں اور ایسے اصول وضع کرے کہ نہ پھر آپ کے لئے کوئی مشکلات ہوں اور نہ ہمارے لئے مشکلات ہوں۔ میں بتاتا ہوں کہ ملازمین کے ان جلوسوں کی ہم نے قیادت کی ہیں جو ۶ بجکسی الاؤنس یا قلات اسٹیٹ الاؤنس کے لئے وہ جلوس نکالے تھے لیکن افسوس کی بات ہے کہ جعفر خان صاحب کو اس وقت ملازمین پر رحم نہیں آیا جب جلوس کی ہم قیادت کر رہے تھے آج جب ہم ان کے مسائل کے حل کے لئے سوچ رہے ہیں اور چیف مسٹر نے اپنے بجٹ سینچ میں بھی کہا تھا اور عملی طور پر وہ کمیٹی بھی سامنے آگئی ہے آج اس کو رحم آگیا تو جان صاحب اس، ایڈنڈ، جی، اے، ڈی کا مسٹر رہا ہے اس کا تو ہمیں پتہ ہے میں یہ گزارش ہے اس پر کمیٹی پر بحث کر رہی ہے انشاء اللہ اس کا جو بھی حل نکل جائیگا یہ بھی ایک مسئلہ ہے باقی بھی بہت سے مسائل ہیں وہ سامنے رکھ کے اس پر غور کر لے گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر سوال یہ ہے کہ آیا قرارداد کو منظور کیا جائے جو اس قرارداد کے حق میں ہیں وہ ہاتھ انحصاریں۔

(تمایز میں چھ دوڑ آئے)

جو اس قرارداد کے خلافت میں ہے وہ ہاتھ انحصاریں۔

(بارہ دوڑ خلافت میں آئے)

یہ قرارداد نامنظور ہوئی۔

(قرارداد نامنظور کی گئی)

مولانا امیر زمان (سینئر وزیر) جناب اسپیکر یہ ہم نے نامنظور نہیں کیا ہے یہ جعفر خان کی حکومت کی نامنظور شدہ قرارداد ہے اب ہم پر تھوپتے ہیں۔

شیخ جعفر خان مندو خیل میں یہ کہتا ہوں کہ اس حکومت کے قول و فعل میں تباہ

بے کل اس کے لئے لانگ مارچ کر رہے تھے آج انہی طازہ میں کے سر کے اوپر یہ ڈنڈے بر سا رہے ہیں اور ان کے لاڈنرز کاٹ رہے ہیں کیونکہ مارچ ہونا چاہئے اپنے وعدے کو پورا کر لیں ہم نے تو آپ کی حمایت کر دی تھیں آپ نے خود ہی اس کو مسترد کر دیا حالانکہ ہیسوں کی۔

(ماہیک بند)

جناب ڈپٹی اسپلیکر جناب جعفر خان صاحب جو قرارداد نامنظور کیا جائے یا قرارداد کو پاس کیا جائے تو پھر اس کے بعد بولنے کا کسی کو حق نہیں ہے جناب گیلو صاحب تشریف رکھیں یہ جناب بسم اللہ خان کا کڑ صاحب قرارداد نمبر ۳۲۳ میش کریں۔

بسم اللہ خان کا کڑ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کریں کہ وہ صوبہ بلوچستان کے دارالخلافہ کوئٹہ میں عوام کو سستا اور فوری انصاف میا کرنے کے لئے سپریم کورٹ کے ایک مستقل بیسچ کے قیام کے لئے فوری اقدامات کریں تاکہ اس صوبے کے غریب عوام کو ملی مشکلات و دیگر مصائب سے نجات مل سکیں۔

جناب ڈپٹی اسپلیکر قرارداد یہ ہے کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وفاقی حکومت سے رجوع کریں کہ وہ صوبہ بلوچستان کے دارالخلافہ کوئٹہ میں عوام کو سستا اور فوری انصاف میا کرنے کے لئے سپریم کورٹ کے ایک مستقل بیسچ کے قیام کے لئے فوری اقدامات کریں تاکہ اس صوبے کے غریب عوام کو ملی مشکلات و دیگر مصائب سے نجات مل سکیں۔

کوئی اگر اس پے بولتا چاہئے گا؟

بسم اللہ خان کا کڑ جناب اسپلیکر صاحب بلوچستان ایک وسیع رقبے والا علاقہ ہے اس کے عوام پہلے چار سو میل پانچ سو میل سے کوئٹہ آتے ہیں یہاں پہنچنے والے رکھتے ہیں پھر وہ کیس لڑنے کے یا کیس کی سماحت اسلام آباد میں ہوتی ہے جس کے لئے ایک دن آپ کو اسلام آباد پہلے جانا پڑتا ہے اور پھر ایک دن ہوتا ہے لگے دن عین دن آپ کے لگ جاتے ہیں اوس طا

ایک پیشی کے لئے اسلام آباد کے ایک عام آدمی کو بیس ہزار کے اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں جہاز آنے جانے اور وکیل کو دہائی عین دن رہنے کا اور وکیل کا فیس ڈال کے جتاب والا اس وجہ سے یہ تو کوئی بڑا سرپریز دار یا کارخانہ دار لوگوں کا علاقہ نہیں ہے جو افروڈ کر سکیں اس وجہ سے یہاں چھوٹے چھوٹے کمیس مثلاً کرایہ کا کوئی کیس ہے خشکابے کی زمین کا کوئی کیس ہے مکان پے قبضہ ختم کروانے کا ایک کیس ہے وہ اتنا ممکنا پڑتا ہے کہ عام لوگ اور غرب لوگ سپریم کورٹ کے اس میں انصاف طلب کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں اور وہ دہائی پے نہیں جاتے جنوری ۱۹۸۵ء سے پہلے انہوں نے اپنے طور پے ایک قانون Petition For Leave to appeal پاس کی اس سے پہلے یہ ہوتا تھا کہ جو بھی سپریم کورٹ کے کیسیں ہوتی تھیں سپریم کورٹ کا وہ پیغام آکے یہاں بلوجھستان میں اس کی سماعت کرتے تھے لیکن جنوری ۱۹۹۵ء میں Petition for leave to appeal پاس کر کے اب یہ ہے کہ یہاں صرف

آف Petition تیار کر سکتے ہیں وہ اسلام آباد بھیجا جائیگا اور پھر اس کی سماعت کے لئے پھر آپ کو اسلام آباد جانا پڑے گا جنوری ۱۹۸۵ء کے بعد کے جتنے کمیں ہیں ان کی صرف یہاں پے Petition تیار ہو سکتے ہیں سماعت ان کی اسلام آباد میں ہو گی میں یہ بھجتا ہوں مثلاً کہتے ہیں کہ لاہور والے بھی آکے یا کراچی والے یا پشاور والے بھی اسلام آباد جاتے ہیں جتاب اپنیکر ان کو یہ سولتیں ہیں پشاور کا ایک آدمی صحیح سات بجے روشن ہو کہ دہائی بھی دے سکتا ہے اور شام کو گھر پہنچ جائے کہاں کراچی میں اتنی Facility ہیں کہ وہ صحیح سات بجے جہاز میں جا کے پیشی کر کے شام کو واپس آ جائیں میں لاہور سے بھی ان کو یہ Facilities ہے جب کہ بلوجھستان میں کم از کم ان کو عین دن لگتے ہے اور عین دن اگر کوئی پیشی اس تاریخ پے نہ ہو جائے تو دوبارہ اس پے وہ ہوتا ہے اس حوالے سے میں یہ بھجتا ہوں کہ وفاقی حکومت بلوجھستان کے ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہاں دو جزو پے مشتمل ایک مستقل پیغام کا کہ عام لوگوں کو آج جو مرکزی حکومت کا دعویٰ ہے یا الیکشن کے دوران ان کا ایک موقف تھا کہ ہم انصاف کو غریب آدمی کی دلیری تک پہنچا سکیں گے تو دلیری تک اگر نہیں پہنچا سکتے کم از کم کورٹ نے تک لے آئیں تاکہ لوگ

کوئٹہ آ جائیں ایوان سے اور آپ سے میری یہ گزارش ہوگی کہ بلوچستان کے غریب عوام اور پورے بلوچستان کے عام لوگوں کے مقادیں اس قرارداد کو منظور کیا جائے۔ لکھری۔

جناب ڈپٹی اسپلیکر جناب سردار نشار صاحب۔

سردار نشار علی ہزارہ ہمارے محترم رکن نے جو قرارداد اس ایوان میں پیش کیا ہے اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ یہاں پر سپریم کورٹ کا ایک مستقل پنج بخشیا جائے جناب اسپلیکر ہمارے آجمن کے آرٹیکل ۳۸۸ کے رو سے سپریم کورٹ کا مستقل پنج صرف اور صرف اسلام آباد میں ہی ہو سکتا ہے کیون اور نہیں ہو سکتا ہے سپریم کورٹ صرف اتنا کرتا ہے کہ ہر صوبے میں کام کے لوجہ کے مطابق وہ اپنا پنج بخشیا ہے اور وہ اپنا دو تھیت یا ہمین تھیت اپنی ہیرنگ (Hearing) کے بعد والیں جاتی ہے جناب اسپلیکر ہمارے سپریم کورٹ میں طریقہ کار یہ ہے کہ جب اہیل داخل ہوتا ہے تو اس کے دو مرحلے ہوتے ہیں پہلا مرحلہ اس کا لیو نو اہیل (Leave to appeal) ہے اس پر بحث ہوتی ہے اگر وہ لیو نو اہیل کنفرم (conform) ہو جائے تو پھر وہ کیس اسلام آباد رانسفر ہوتا ہے اور اہیل وہاں اسلام آباد میں سکھائی جاتی ہے اسلام آباد جانے آنے کے لئے اس زمانے میں کم از کم میں ہزار روپے خرچ آتا ہے تو میں اس قرارداد میں ہم بھی ترمیم پیش کرتے ہیں کہ بجائے چونکہ مستقل پنج یہاں نہیں بیٹھا سکتے ہیں سپریم کورٹ اتنا کریں کہ اہیل کی شواہی یہاں کوئٹہ میں کریں اسلام آباد میں کرنے کی بجائے لوگوں کو سنتا انصاف فراہم کرنے کے لئے وہ اہیل کی شواہی اسلام آباد کی بجائے کوئٹہ ہی میں کریں اور کسی پر اپنا وہ فیصلہ ناٹیں یعنی عوام کو اسلام آباد جانے کی ضرورت نہ پڑے میں اتنی سی ترمیم پیش کرتا ہوں اس میں کیونکہ اس میں مشکل یہ ہے کہ آجمن کے آرٹیکل ۳۸۸ کی رو سے سپریم کورٹ کا مستقل پنج صرف اور صرف اسلام آباد میں ہی ہو سکتا ہے کیون اور نہیں ہو سکتا ہے۔ لکھری۔

جناب ڈپٹی اسپلیکر جناب میر عاصم کرد صاحب۔

میر محمد عاصم کرد میربانی اسپلیکر صاحب بہت بہت جناب اسپلیکر سر اقتدار میں آنے

سے پلے میاں نواز شریف صاحب نے وعده کیا تھا کہ عوام کو سنت انصاف فراہم کریں گے جناب اپنیکر عدالتی نظام ریاست کے ستوں کا ایک اہم ستون ہے اگر انصاف کی فدائی میں دیر ہو یا جیسے بسم اللہ خان کاکڑ نے کما کہ یہاں سے اسلام آباد آنے جانے میں عین دن لگتے ہیں میں یہ کھٹا ہوں عین دن نہیں لگتے ہیں جیسے بسم اللہ خان کی طرح کوئی جاگیردار ہوگا تو اسے عین دن لگے گا کیونکہ وہ بالی ایسر جائیں گے بالی ایسر آجیں گے جو غریب ہوگا اپنیکر صاحب اے تقریباً چھ دن لگیں گے وہ بالی ٹرین یا بالی روڈ جائیگا یہاں سے اسلام آباد اپیل کرے گا اس کے اخراجات جو یہاں وکیل اس سے بہیں ہزار لے گا یا پکاس ہزار لیگا تو میں سمجھتا ہوں کہ اسلام آباد میں وہی وکیل اس سے دو عین لاکھ روپے لیگا اپنیکر سر جیسے ہمارے معزز رکن سردار نثار علی نے کما کہ آجیں کے آرٹیکل ۱۸۳ میں یہ واضح ہے کہ مستقل جو سپریم کورٹ ہے وہ اسلام آباد میں ہی بیٹھا کرے گا کسی اور جگہ اس کے پنج بیٹھا نہیں کریں گے میں تو یہ سمجھتا ہوں اپنیکر صاحب ہماری مسلم لیگ کو دو تہائی اکشہیت سے بھی زیادہ اکشہیت ہے وہ آجیں میں ترمیم کریں ایک مستقل پنج چونکہ بلوچستان ایک پہمانہ صوبہ ہے اس کا تعین کریں یہاں بیٹھیں جو لوگوں کو سنت انصاف فراہم کریں میری گزارش ہے اپنیکر صاحب کہ قرارداد نمبر ۳۴ بسم اللہ کاکڑ کی میں اس کی تحریت کرتا ہوں اور مرکزی حکومت سے ریکویٹ کرتا ہوں کہ اس پر عمل کریں یعنیک یو you - Thank

جناب ڈپٹی اپنیکر جناب جعفر خان مندو خیل صاحب۔

شیخ جعفر خان مندو خیل شکریہ جناب اپنیکر بسم اللہ خان کاکڑ صاحب کی یہ تقارداد جو یہ حقیقت میں ضرورت ہے وقت کی کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ جس معاشرے میں انصاف کی فدائی میں رکاوٹ ہو یا انصاف کی فدائی پر اتنا خرچہ آتا ہو کہ کوئی برداشت ہی نہ کر سکیں وہ انصاف کی نفی ہے یہاں سپریم کورٹ کے جو میں سمجھتا ہوں جو کیسیز کرتے ہیں یہاں لگائے ہوئے ہیں میرا اپنا ایک کیس تھا میرے خیال میں دو سال ہوئے پڑا ہوا لگا بھی نہیں ہے اس کے بعد وہ لگے گا پھر پہنچنے نہیں اس کے اوپر انصاف ہوگا کوٹ زندہ ہوگا کوٹ مر جائیگا تو اس

وقت اس کے اوپر فیصلہ آنا شہ آنا کوئی معنی نہیں رکھتا ہے وہ کہتے ہیں کہ Delay in Justice delay Justice is no Justice ٹیکے لئے Justice is Denied

تو موجودہ طریقہ کار جو ہے وہ حقیقت میں یہ ڈنائل Denial آتا ہے۔ صورت حال وہ قرارداد میں جو ایک مشکل انہوں نے بھائی ہے سردار صاحب نے کہ حقیقت میں آئین کی رو سے مستقل بخ دبای بیٹھے گا لیکن جس طرح پلے (state) کرتے تھے یہاں بھی آتا تھا اس کے دوسرے میں اضافہ ہو سکتا ہے وہ یہاں کیس سننے کا بھی پروگرام بنائیں جیسے پلے ہوتا تھا یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر کیس کے لئے ایک آدمی دوڑتا ہوا اسلام آباد تک جائیں۔ پھر اسلام آباد سے وہ لے آئیں پھر اس میں فراہمی انصاف ناممکن ہو جاتی ہے میں اس قرارداد کی حمایت کروں گا میں یہ نہیں کھونگا بلکہ یہ اسلامی کام کی سمجھتا ہوں کہ ہم لوگوں کی عجیب روایت ہے جو کام ان کو کما جائے وہ نہیں کرتے جو دوسروں کے لئے وہ کرتے ہیں ابھی ملازمین کے سب سے زیادہ خیر خواہ یہ بنے ہوئے تھے ذرا بولتے دیں بابا ذرا بولتے دیں میں کہہ رہا ہوں کہ جب ملازمین کے سب سے زیادہ خیر خواہ یہ بنے ہوئے تھے آج حقوق کے خیر خواہ یہ ملازمین کے یہ لوگ اس کی جسیں ڈنائل (Justice Deny) کر رہے ہیں یا ان لوگوں کا حق Deny کر رہے ہیں میں سمجھتا ہوں وزیر اعلیٰ صاحب کی کمی ہے ورنہ ان کو پاؤں کے وہ چھالے یاد آجائے جو قلات سے کوئی تک آتے ہوئے پڑے تھے یہ کبھی بھی آج کی یہ پہلی قرارداد کو وہ کل III نہیں کرتے یا وہ مسترد نہیں کرتے وہ منظور کر گئے۔ بہر حال اس قرارداد کی میں حمایت کرتا ہوں۔

بسم اللہ خان کاکڑ میں صرف وضاحت کروں گا۔ سردار صاحب نے ایک۔

سردار نثار علی ہزارہ جتاب اسپیکر ایک چینیز میں بٹانا بھول گیا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر جتاب سردار نثار علی صاحب۔

سردار نثار علی ہزارہ معافی چاہتا ہوں اگر اہل شوائی یہاں پر ہو جائے سپریم کورٹ اہل کی شوائی بھی کریں تو کام کے بوجھ کی وجہ سے سپریم کورٹ کو اپنانچ کم از کم ہر

میں یہاں بھیجا پڑے گا یہاں کیوں کام کا بوجھ بیجھ جائے گا اگر اپیل شواہی یہی ہو جائے تو عوام
کے لئے بہت بہتر ہے۔

جناب ڈسٹریکٹ اسپیکر جناب بسم اللہ خان صاحب۔

بسم اللہ خان کا کڑ چونکہ قرارداد سپریم کورٹ سے متعلق تھی میں نے کوشش کی کہ
وہ ہمارے بلوجھان میں سپریم کورٹ کے حوالے جو سینئر وکلا ہیں میں نے اسے پیش نہیں کیا
میں نے ان سے مشورہ بھی کیا ایک نقطہ ان میں یہ تھا کہ آپ بھی سپریم کورٹ کے کیسز کی
سماعت کرتے ہیں لیکن جو جنوری ۱۹۹۵ء سے پہلے کے ہیں اس کے بعد انہوں نے یہ جو واٹیشن
قارلیوٹو اپیل آلوڈ (Petition for Leave to appeal allowed) ہو یا تو صرف کیس
یہاں بنتے ہیں ایک اس میں یہ تھا کہ جنوری ۱۹۹۶ء سے پہلے کے تمام کیسز میں ان کی سماعت
یہاں ہوں اور یہ کہ اس آرٹیکل ۱۸۳ کو مد نظر رکھتے ہوئے انہوں نے کا کہ بلوجھان اسکلی یہ
مطالبہ کر سکتا ہے دنیا کے مختلف ممالک میں ایسا ہے کہ بعض اشیت کے لئے انہوں نے دو جزر
پر مشتمل ایک پنج اس علاقے میں اپنے اس اشیت کے مختلف جغرافیائی اور مشکلات کے حوالے
سے انہوں نے کہا کہ اس میں آئین کی واٹیشن Violation نہیں ہوگی آپ یہ اقدامات کرتے
ہیں اس میں میں نے صرف یہ وضاحت ضروری بھی کہ اس پر بات کرنے سے پہلے میں نے
کوشش کی ہے کہ بلوجھان میں ہوں جو سینئر وکلا یہیں جو سپریم کورٹ میں کیسز کرتے ہیں
انہوں نے کہا کہ دو جزر کے ایک پنج کے آپ لوگ وہ کر سکتے ہیں اور ایک یہ ہے جنوری ۱۹۹۵ء
کے بعد جو انہوں نے کی ہے کہ اپیل یہاں بننے گا لیکن اسلام آباد میں سماعت ہوگی اس کے لئے
آپ یہ کہیں کہ ان اپیلوں کی سماعت بھی یہاں ہوں۔ میں صرف وضاحت کے لئے کہہ رہا تھا
غیرہ۔

جناب ڈسٹریکٹ اسپیکر جناب مولانا امیر زمان صاحب۔

مولانا امیر زمان (سینئر وزیر) جناب اسپیکر قرارداد میں میرے خیال میں بولنے کی
ضرورت نہیں ہے صرف یہ ایک تکمیل مسئلہ جو نثار صاحب نے اور بسم اللہ صاحب نے

انٹھایا ہے یہ تجھیکیل مسئلے کا تو ثابت دکلا حضرات کو علم ہوگا یا ججز حضرات کو علم ہوگا تو لہذا اس آئینی مسئلے کو مد نظر رکھا جائے اس قرارداد کی تو ہم حمایت کرتے ہیں لیکن پہلے قرارداد پر جو بسم اللہ خان صاحب نے میرا ساتھ نہیں دیا تو اس کے رویے کی مذمت کرتے ہوئے ہیں چپ کر کے بیٹھ جاؤ نگا باقہ بھی نہیں انٹھاؤ نگا لیکن حمایت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر سوال یہ ہے کہ آیا قرارداد کو منظور کیا جائے۔
(قرارداد منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی اسپیکر قرارداد منظور ہوئی اب اسکلی کی کارروائی مورخ ۲۲ جولائی ۱۹۹۶ء
بوقت گیارہ بجے صحیح تک کے لئے متوی کی جاتی ہے۔
(اسکلی کا اجلاس ایک بجکر پنجمیں منٹ پر مورخ ۲۲ جولائی ۱۹۹۶ء کی صحیح گیارہ بجے
تک کے لئے متوی ہو گیا)۔